NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group)

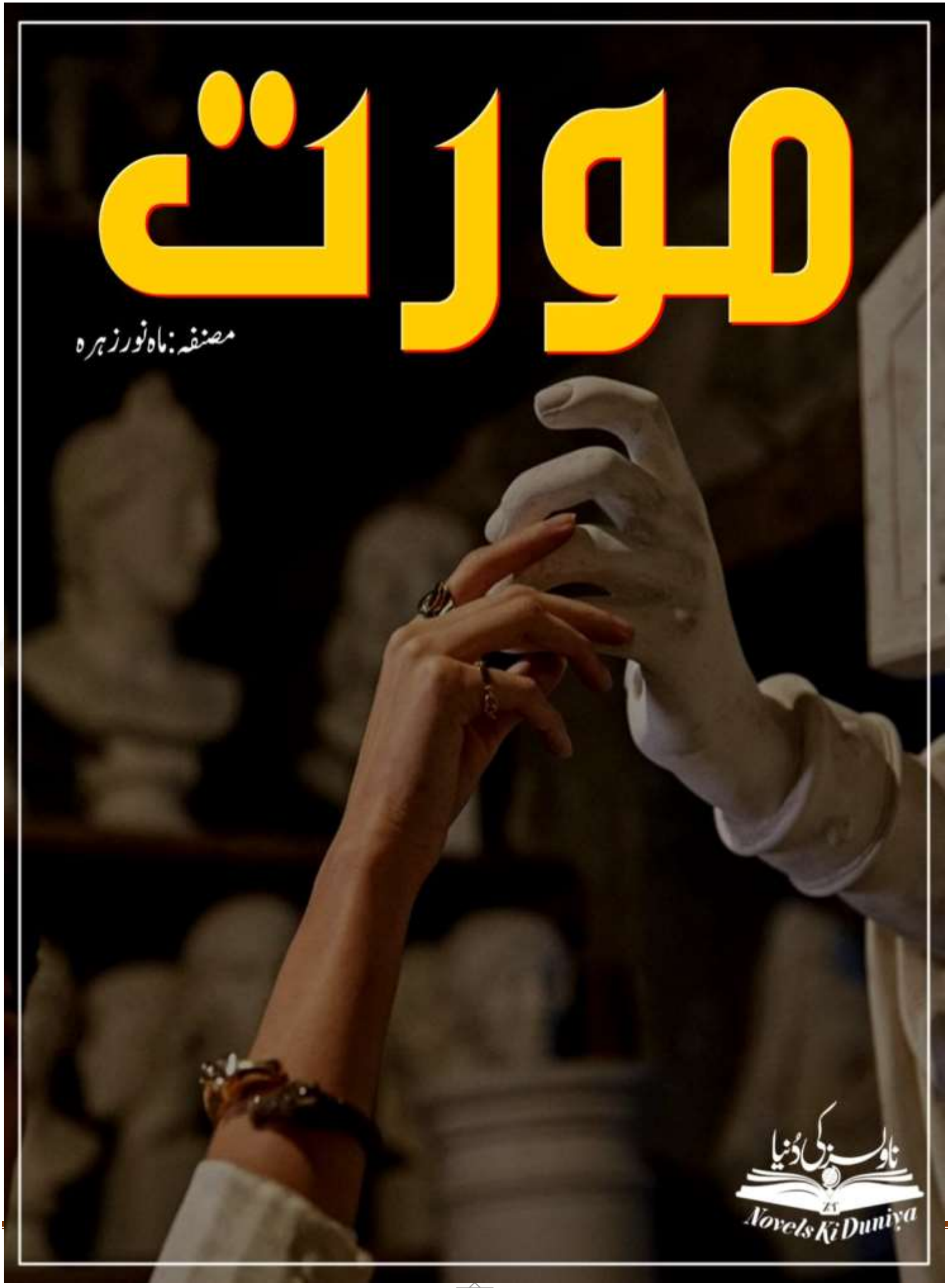

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم---

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب---- "

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ---- "

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

)پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو(

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ----

مورت

از قلم: ماہنور زہرہ

"باب 6: نار"

قسط نمبر:06

نیوز اسٹوڈیو کی بلڈنگ پر دسمبر کی دھوپ پڑ رہی تھی۔دن کے وقت سردی کی شدت کم ہوتی تھی۔ہلکا بلیک کیپ شال پہنے،جینز پر لانگ بوٹس اور گردن تک آتے بالوں کی چھوٹی سی پونی بنائے ،آنکھوں میں کاجل ڈالے مغرور ناک میں سونے کی نتھ پہنے،منتہا بالکل نارمل لگ رہی تھی۔بلڈنگ کے اپنے کچن میں کافی میکر کے سامنے کھڑی وہ ڈسپوزبل کپ میں کافی انڈیل رہی تھی۔اسے بلڈنگ میں داخل ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے،کافی پی کر وہ خود کو تروتازہ کرنا چاہتی تھی تاکہ یشفین کو کل کی روداد سنا سکے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کافی کا کپ اٹھائے وہ راہداری کے بیچ میں بنے ایک روم کی طرف بڑھی جہاں اکثر ورکرز بیٹھا کرتے تھے۔وہاں پہلے سے ہی دو مرد صوفے پر براجمان ٹی وی پر چلتے رپیٹ میں نشر ہوتا مارننگ شو دیکھ رہے تھے۔چھوٹے سے روم میں ایک کشادہ صوفہ اور دروازے کے قریب کرسی رکھی ہوئی تھی۔کرسی پر بیٹھتے ہوئے منتہا نے ٹھٹھک کر ٹی وی پر نظر آتے ،وجیہہ نظر آتے ضرار کو دیکھا جو مسکرا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اعتماد سے کچھ کہہ رہا تھا۔کافی کا سپ لیتے ہوئے منتہا نے صوفوں پر بیٹھے آدمیوں کو دیکھا جو انہاک سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔کتنا برا ٹیسٹ ہے ان کا، منتہا نے افسوس کیا۔

"بس یہیں کہونگا کہ اپنے الفاظ میں اور گفتگو میں نرمی لانی چاہیے۔کیونکہ لہجوں کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا۔"

ضرار وجیہہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اختتامی کلمات کہہ رہا تھا۔منتہا نے ابرو اچکا کر ضرار کو دیکھا۔

"اول نمبر کا منافق انسان۔قول و فعل میں انیس بیس کا فرق بھی نہیں رکھا اور نصیحتیں دیکھو۔عوام بھی پاگل ہے جو سیلیبریٹی کو جیسے ٹی وی پر دیکھتی ہے ویسے ہی سمجھتی ہے۔ہونہہ۔مجھے بلاتے اس انٹرویو میں پھر دیکھتے کیسے تیا پانچہ کرتی اس شیریں زبان کے آدمی کا۔"سر جھٹکتے ہوئے منتہا اونچا بڑبڑائی۔

صوفے پر بیٹھے آدمیوں نے چہرہ موڑ کر منتہا کی بڑ بڑ سنی۔کافی کے بڑے بڑے گھونٹ لے کر خالی کپ ڈسٹ بن میں گراتے منتہا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یشفین چہرے کے زاویے بگاڑے کل کے شوز retrieve کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔گھنگھریالے بالوں کو کیچر میں باندھے،اونی قمیض پہنے کوفت کا شکار لگ رہی تھی۔اس کے آس پاس دوپہر کے وقت اکا دکا لوگ ہی بیٹھے ہوئے تھے،باقی کمپیوٹر کے آگے رکھی کرسیاں خالی تھی۔یشفین کی بورڈ کی کیز دبا رہی تھی کہ اس کی آنکھوں پر کسی نے ہاتھ رکھ لیے۔یک دم جیسے اندھیرا چھا گیا تھا۔

"کون ہے؟میں فی الحال بوجھو تو جانیں والے موڈ میں نہیں ہوں خود ہی بتا دو،ورنہ جواب نہ پا کر خود کو شرمندہ نہ کریں۔"یشفین نے بیزار لہجے میں کہا۔

"تم تو بہت بدمزہ ہوگئی ہو۔"آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے منتہا کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے،تیوری چڑھا کر یشفین کے سامنے کھڑی ہوگئی۔"ہم ایک دن کے لیے کیا گئے دنیا بدمعاش ہوگئی۔"

یشفین ساری تھکن بھلا کر فوراً کھڑی ہوگئی اور منتہا کو خود سے بھینچ لیا۔اس کا ارادہ تھا کہ وہ منتہا سے ناراض رہے گی مگر یہ ارادہ صرف ارادہ ہی رہا۔

"ارے قتل کروگی کیا میرا؟"اس کی ہاتھوں کی سختی کمر پر محسوس کرتے ہوئے منتہا نے کوفت سے کہا۔

یشفین نے فوراً اس کو خود سے الگ کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی،"کب آئی؟"

"پہنچ گئی تھی فجر تک۔"یشفین کے بائیں طرف کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے منتہا نے کہا۔"پھر سوئی رہی۔ابھی آئی ہوں۔تم بتاؤ اتنے برے موڈ میں کیوں تھی؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے،ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے منتہا نے شکایت کی۔

"یار غلطی ہوگئی مجھ سے۔"یشفین نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔،"میری غلطی نہیں بھی تھی۔کل کے آٹھ بجے والا اور نو بجے والا شو مس پلیس ہو گیا تھا۔اب وہی ٹھیک کر رہی ہوں اس سے پہلے کہ پروڈیوسر صاحب آفس میں قدم رنجہ فرمائے میں جلدی جلدی غلطی سدھارنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"کی بوڑد پر کھٹ کھٹ انگلیاں چلاتے ہوئے یشفین اپنا بوجھ اتار رہی تھی۔وہ اکیلے اس مصیبت سے نمٹتے نمٹتے تنگ آگئی تھی۔

"کھالی ہوگی زومبی،چڑھ گئی ہوگی دماغ پر یا یر غمال کمال سے بات چیت میں اس قدر گم ہوگئی ہوگی کہ بھول ہی گئی کہ میڈم اہم کام چھوڑ آئی ہیں۔"منتہا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

یشفین نے کن اکھیوں سے منتہا کو دیکھا(**اسے کیسے پتا لگا کہ میں یر غمال اوہ یعنی کہ کمال کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔مجھے منتہا کو بتانا چاہیے کہ کمال مجھے کوئی اور لڑکی سمجھ کر مجھ سے بات کرتا ہے یا شاید ابھی نہیں**)یشفین خاموشی سے اسکرین پر گرین لہر کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھ کر کمال کے بارے میں سوچنے لگی۔

"اچھا بت بننے کو نہیں کہا تھا۔"ہتھیلی یشفین کے کندھے پر مارتے ہوئے منتہا نے اسکی توجہ اپنی جانب کرانی چاہی۔

"اچھا کل کا تو پوچھو کہ کیسا رہا سب؟"

"کیسا رہا سب؟"یشفین نے کرسی منتہا کی طرف موڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کمرہ آہستہ آہستہ ،ایک ایک کرکے لنچ کر کے آنے والے ایمپلائیز سے بھرنے لگا تھا۔

"کیا بتاؤ کیا شاندار رشتہ تھا۔اعلیٰ خاندان کے لوگ تھے کہ مجھے گماں ہوا کوئین الزبتھ میرا رشتہ لینے آئی ہے۔"یشفین بغیر مرعوب ہوئے منتہا کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔،"اور لڑکا 'اُف مت پوچھو۔"منتہا نے جوش سے ہتھیلیاں مسلی۔

"بال گھنے ،چیک بونز نیچرلی بنی ہوئی،ہاتھ میں قیمتی گھڑی اور قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔کیا باڈی تھی یار اور کیا پرسنالٹی۔میں نے تو فورا ہی امی سے ہاں کا کہہ دیا ہے۔"یشفین بدمزہ ہو کر اسے سن رہی تھی۔

فارض کے دل کا حال تو صرف وہی جانتی تھی اور آج کل کمال سے الگ شخصیت بن کر بات کرنے کے بعد وہ اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہی تھی۔کاش وہ اس وعدے کی پابند نہ ہوتی تو منتہا کو جھنجھوڑ کر بتاتی کہ ظاہر پر مت جائے،وہ کیسے کسی محبت کرنے والے کا دل اپنے پیروں تلے کچل سکتی ہے۔

"مجھے تو لگا The Devil Judge کا ہیرو میرے سامنے کھڑا ہو۔جیسے اس کی ایک چارم ہے،جیسے وہ چہرے کو ایک مخصوص زاویے میں رکھتا ہے اور ہاتھ بھی جیسے 90 کا اینگل بنا کر اٹھاتا ہے۔مجھے لگا خواب سچ ہوگیا ہے۔"دونوں ہاتھ گالوں پر رکھتے ہوئے منتہا نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"اب یہ ڈیول جج کیا ہے؟"بڑبڑاتے ہوئے یشفین نے چند اسیکنڈز میں گوگل سے ڈیول جج کے ہیرو کا پتا لگا لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کورین سوٹڈ بوٹڈ جوان جج کو دیکھ کر یشفین کے چہرے کے زاویے بدلے جنہیں منتہا نے بغور دیکھ لیا تھا۔

"تمہیں بھی کورینز کا کریز ہو گیا ہے۔یہ بھی بھلا کوئی ہیرو ہے۔"سر جھٹک کر کہتے ہوئے یشفین نے فون آف کیا۔

"ہاں تو اس کلہاڑے والے کو ہیرو سمجھ لوں جو ہاتھ بڑھاتا ہے اور مقناطیس کی طرح کلہاڑا ہاتھ میں آجاتا ہے۔مجھے یہ جھوٹی کہانیاں نہیں پسند۔"منتہا جیسے بازو کے کف موڑتی میدان میں لڑنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوتی تھی۔

"وہ کلہاڑا نہیں ہیمر ہے۔"یشفین نے برا مناتے ہوئے کہا اور کمپیوٹر اسکرین کو دیکھا جہاں فائلز واپس آنے میں چند پل رہ گئے تھے۔"اور تم کیا جانو فینٹسی موویز کا سواد۔ Willing suspension of disbelief میں رہنے کا مزہ۔"یشفین نے کرسی کے دونوں ہتھوں کو بجاتے ہوئے کہا۔

"اب یہ کیا ہے؟"

"یہ ایک ٹرم ہے جو کہ لٹریچر پڑھنے والوں کو پتا ہے۔یعنی کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ یہ کہانی جھوٹی ہے مگر اس پر یقین کرتے ہوئے چند پل کے لیے اپنے عقل کے دریچے بند کر کے فینٹسی ورلڈ میں پہنچ جاتے ہیں۔اب بندہ ہر وقت تو ڈیپریسنگ ڈرامے نہ دیکھے نا،کبھی کبھی زندگی کی تلخیوں کو بھلانے کے لیے فینٹسی میں بھی جانا پڑتا ہے۔"یشفین نے جیسے دانش مندانہ بات کر کے خود کو خود ہی داد دی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

منتہا ہونٹ پر شہادت کی انگلی رکھے پُر سوچ انداز میں یشفین کو دیکھ رہی تھی۔کمرے میں انسانوں کی آپس کی گفتگو اور کی بورڈ کی کھٹ کھٹ کا شور مچنے لگا تھا۔کمپیوٹر کی اسکرین کو دیکھتے ہی یشفین خوشی سے اچھل پڑی،فائلز سیو ہوچکی تھی۔

"تمہیں واقعی یقین ہے میں نے جو کہا وہ سچ تھا؟"منتہا کے سوال پریشفین نے آنکھیں گھما کر بے یقینی سے منتہا کو دیکھا۔اسے صرف چند پل لگے تھے منتہا کی شرارت اور اپنی بیوقوفی سمجھنے میں۔

"یعنی کہ وہ بندہ الٹ تھا تمہاری ڈس کرپشن سے؟یار میں معصوم بندہ ہو اور تم نے میرے ساتھ ہی ڈرامہ کیا۔"یشفین گلہ آمیز نظروں سے منتہا کو دیکھنے لگی جو مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ایک تم بنی بنائی معصوم ہو اور ایک ضرار صاحب شیریں لہجے کے مالک ہیں۔"منتہا نے سر دھنتے ہوئے کہا اور آنے والے کو دیکھ کر اٹھنے لگی کیونکہ یہ کرسی اس لڑکے کی تھی۔

"کیا بنا پھر؟اب سیدھا سیدھا بتاؤنا؟"یشفین نے اسے کلائی سے تھاما۔

"بات نہیں بن سکی۔"منتہا نے دھیمی آواز میں کہا اور ایک نظر کرسی پر بیٹھنے والے لڑکے کو دیکھا۔منتہا یشفین اور اس لڑکے کے بیچ میں کھڑی تھی۔

"نہ لڑکا ویسا تھا جیسے کہ میں نے تمہیں بتایا اور نہ ہی اسکی ماں۔خود کو بہت اونچے خاندان کا سمجھ رہے تھے۔مجھے ایسے مغرور لوگ نہیں پسند جو غرور کے مینار سے اترنا ہی نہیں جانتے سو بات نہیں بن سکی۔"دھیمی آواز میں کہتے ہوئے منتہا نے آنکھ دبائی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یشفین کا دل خوشی سے اچھلنے لگا تھا۔وہ ابھی سے سوچنے لگی تھی کہ جب فارض کو پتا لگے گا تو وہ کیسا محسوس کریگا۔اب کی بار وہ فارض کو یہ چانس مس نہیں کرنے دیگی،یشفین نے تہیہ کر لیا تھا۔

"تم دیکھنا تمہیں ایسی محبت کرنے والا ملے گا کہ اسکی صبح تمہارے بغیر ہوگی نہ اس کی شام۔"

"ہاؤ رومینٹک۔"یشفین کے گال کی چٹکی بھرتے ہوئے منتہا مسکرائی۔

'بعد میں ملتے ہیں'،کہہ کر منتہا کمرے کے دروازے کی طرف مڑی جبکہ اس کی پشت دیکھتے ہوئے یشفین نت نئ تراکیب سوچنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاؤنج کا ماحول کسی عدالت سے کم نہیں تھا۔وانیہ کا گلہ سوکھنے لگا تھا۔اس نے ایک خوفزدہ نگاہ مقدس باجی پر ڈالی اور ایک نگاہ ماں کی گلہ کرتی نظروں پر۔

"اور تم اس دن آزان کے ساتھ آئی تھی؟خیریت تھی؟"حمدان نے سلگتے لہجے میں جیسے گلہ کیا تھا۔

وانیہ لاؤنج کی دیوار کا سہارا لیتے ہوئے بامشکل ٹانگوں پر بوجھ ڈالے کھڑی تھی۔اس کے چہرے کا رنگ نچڑ چکا تھا'ہونٹوں کے گرد بے انتہا پسینہ اکٹھا ہونا شروع ہو گیا تھا۔سبز آنکھوں میں خوف تھا۔مقدس باجی نے ایک ناگوار نگاہ حمدان پر ڈالی۔انہیں وانیہ ہمیشہ سے عزیز تھی پر یوں کسی پرائے کااس پر جرح کرنا انہیں اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ وانیہ نے ناراض تھیں مگر اسے کسی کے سامنے جواب دہ بھی نہیں بنانا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حمدان،مجھے وانیہ نے بتایا تھا آزان کے بارے میں۔تمہارا شکریہ تم نے ہمیں یہ بتایا کہ وانیہ یونیورسٹی نہیں جا رہی پر یہ تمہا را مسئلہ نہیں ہے جس کی تفتیش کرنے تم اس کی یو نیورسٹی پہنچ گئے تھے۔" لہجے کو ہموار رکھتے ہوئے مقدس باجی حمدان کو اس کی حد یاد دلا رہی تھیں۔

وانیہ نے جھکی نظریں اٹھا کر مقدس کو دیکھا جو اسے اگنور کیے اب اس کا دفاع کر رہی تھی پر ماں کی گلہ آمیز نظریں وانیہ کو تکلیف دے رہی تھی۔

"میں اس سے ملنے اس کی یونیورسٹی گیا تھا۔اس کی کلاس میں میرے دوست کا بھائی پڑھتا ہے،میں اسے جانتا ہوں اتفاق سے وہ مل گیا تو پوچھ لیا اس کا۔میں کوئی اس کی ٹوہ لینے وہاں نہیں گیا تھا یہ میری کالز ریسیو نہیں کر رہی تھی ورنہ کسی تیسرے بندے سے کیوں اس کا پتا کرواتا۔"

"اسکا فون گم ہوچکا ہے۔"

حمدان نے ایک چبھتی نگاہ دیوار سے ٹیک لگائے ،خوفزدہ کھڑی وانیہ پر ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔وانیہ دیکھ تو فرش کو رہی تھی مگر اس کی نظروں کی تپش اسے جھلسا رہی تھی۔اسکا دل چاہا وہ کالر سے پکڑ کر اسے روک لے اور اسے بتائے کہ وہ کوئی غلط کام نہیں کرتی۔اس لمحے اسے سب سے زیادہ گلہ آزان بھائی سے ہوا۔وہ وعدے کے کچے نکلے۔

"بیٹا کھانا کھا کر جاؤ۔"فاطمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر کبھی سہی۔ابھی مجھے اورآزان کو دریا خان کے لیے نکلنا ہے۔کچھ منگوانا ہو تو مجھے بتادیجیے گا۔اچھا اجازت دے۔"آگے بڑھ کر فاطمہ کو گلے لگاتے ہوئے وانیہ پر ایک اچٹتی نگاہ ڈال کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دھواں اڑاتے کانوں کے ساتھ وانیہ خاموشی سے،سُن سی کھڑی تھی۔کب حمدان گیا کب اسے گیٹ تک چھوڑ کر ماں اور بہن واپس آگئی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ ایک ہی پوز میں تب سے کھڑی تھی۔

"کہاں ہوتی ہو تم؟کتنی سبکی ہوئی ہے بھانجے کے سامنے مجھے۔"فاطمہ نے دہاڑتے ہوئے اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔

"بتاؤ مجھے ورنہ آج میں اپنے ہاتھ نہیں روکوگی۔"شدت غم کی زیادتی سے فاطمہ کی آواز پھٹ گئی تھی۔

شل ہوتے وجود کے ساتھ وانیہ لب بھینچے کھڑی تھی۔جھکی سبز آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

"امی پلیز اتنا غصہ مت کریں۔آپ کا بی پی ہائی ہوگیا تو،بیٹھے آپ۔"مقدس باجی نرمی سے ماں کو سمجھاتے ہوئے صوفے پر بٹھانے لگی۔

"کیا بی پی ہائی ہوجائے گا۔بتاتی کیوں نہیں ہے یہ۔یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے کہ لڑکیاں بے راہ ہوجاتی ہے،حمدان کیا سوچتا ہوگا کہ ہمارے لاڈ پیار اور عالم صاحب کے اعتبار کا یہ صلہ دے رہی ہے یہ۔"فاطمہ گلابی آنکھوں سے مقدس سے شکایت کرنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقدس باجی نے ایک تیز نگاہ وانیہ پر ڈالی اور ماں کا شانہ تھپک کر وانیہ کی طرف قدم بڑھائے۔ان کا ایک ایک قدم وانیہ کے دل پر پڑ رہا تھا۔وہ عجیب خوف کا شکار ہورہی تھی،ایسا گناہ گار ہونا تو اس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا جیسے آج کر رہی تھی۔دھوپ کی شدت اس کمرے کی حدت کے آگے کم محسوس ہونے لگی تھی۔

"کہاں ہوتی ہو تم اگر یونیورسٹی نہیں جاتی؟"مقدس باجی وانیہ کے عین سامنے کھڑی ہوگئی۔

وانیہ کا سر مزید جھک گیا تھا۔

"بتاؤ۔"مقدس باجی دھیمے مگر سخت لہجے میں استفسار کررہی تھی۔فاطمہ سر ہاتھوں میں تھامے انہیں سن رہی تھی۔

"میں۔۔میں ابا میاں کے اعتبار کو ٹھیس نہیں پہنچاتی۔میں۔۔۔کوئی غلط کام نہیں کرتی۔"اس نے اٹک اٹک کر اپنا دفاع کیا۔

"اچھا پھر سار ا سارا دن باہر کیا کرتی ہو؟لنگر بانٹتی ہو ؟"مقدس باجی نے اسے بازوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

وانیہ کے آنسو شدت سے بہنے لگے تھے۔

"میں۔۔۔میں یہ سمیسٹر۔۔۔"اس نے گیلی سانس ناک سے کھینچی۔،"فریز کروا رہی ہوں۔یہ۔۔۔سمیسٹر مشکل ہے بہت۔میں بس۔۔"ہاتھ کی پشت سے ناک صاف کی اور نظریں اٹھا کر مقدس باجی کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دیکھا۔"ایڈمن کے کاموں میں مصروف ہوتی ہوں۔میں وجیہہ کی موت لے بعد اپنی پڑھائی اس سمیسٹر کے لیے continue نہیں کر سکتی۔"وانیہ نے جھٹ سے جھوٹ بولا۔

"کس کو بیوقوف بنا رہی ہو۔"مقدس باجی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہے جارہی ہے۔میری تو طبیعت بگڑتی جا رہی ہے۔"سر دباتے ہوئے فاطمہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

ان کے زرد چہرے کو دیکھتے ہوئے مقدس نے وانیہ کے بازو چھوڑے اور فوراً سے ماں کی طرف بڑھی جو منہ پر ہاتھ رکھے،قے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کھڑی ہوگئی تھی۔ہتھیلیوں سے گال رگڑتے ہوئے وانیہ نے خوفزدہ نظروں سے ماں کے بگڑتے حال کو دیکھا۔وہ بوجھل دل سے مقدس باجی کو دیکھنے لگی جو ماں کو سہارا دیے واش روم کی طرف لے کر جا رہی تھی۔

گہری سانس خارج کرتے ہوئے وانیہ وہی فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔وہ اب تک بے یقین تھی کہ یہ کیا ہوگیا۔معاملہ تھوڑی دیر کے لیے ملتوی ہوا تھا پرٹلا نہیں تھا۔سوال جواب پھر سے شروع ہونگے تو وہ کیا کہے گی،کہاں سے شروع کرے گی۔کیسے بتائیں گی ان کو کہ نادانستگی میں وہ دو لوگوں کو مار چکی ہے ۔وہ خوف کے مارے یونیورسٹی نہیں جا سکتی اور اپنے پیاروں کی حفاظت کی خاطر وہ اپنی صلاحیتوں کو قابو کرنا سیکھ رہی تھی۔دیوار سے سر کی پشت لگائے وہ اذیت کا شکار لگ رہی تھی جب اس کی نظر میز پر پڑے مقدس باجی کے فون پر پڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خالہ امی!اسکے ذہن میں انکی شفیق مسکراہٹ کی تصویر ابھری تو ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہ میز کی طرف بڑھی۔فون نمبر ملاتے ہوئے وہ گاہے بگاہے واش روم کی طرف بھی نظر ڈالتی تھی۔یقینا وہ کوئی بہتر حل بتائیں گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

ڈینٹسٹ کے پُر تعیش کلینک میں شاہ تاج Teeth whitening ٹریٹمنٹ کرانے آئی تھی۔ڈینٹسٹ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود کو کاٹ کر اسکے سامنے پیش کر دے۔دانتوں کے گرد نیلے رنگ کے کلپ نما چیز لگی تھی جس سے ان کے دانت کھل کر واضع نظر آرہے تھے۔کرسی پر وہ لیٹنے کے سے انداز میں نیم دراز تھیں۔سفید کوٹ پہنے،چہرے پر ماسک چڑھائے،ہاتھوں میں گلوز پہنے ڈاکٹر کوئی مائع شاہ تاج کے دانتوں پر مسل رہا تھا۔یک دم شاہ تاج کا بیگ میں پڑا فون بجنے لگا۔شاہ تاج نے ہلکا سا سر اٹھا کر اسمارٹ واچ میں آنے والی کال کا نام دیکھا۔مقدس کا نام دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی۔ڈاکٹر کو ہاتھ کے اشارے سے روک کر جبڑوں سے کلپس ہٹائے اور کان میں لگا آلہ دبایا۔

"خالہ امی یہ میں ہوں وانیہ۔"ان کے کانوں میں وانیہ کی سرگوشی میں ابھری خوفزدہ سی آواز ابھری۔

"خالہ امی وہ حمدان بھائی آئے تھے ہمارے گھر اور انہوں نے مقدس باجی اور امی کو بتا دیا ہے کہ میں یونیورسٹی نہیں جاتی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شاہ تاج جھٹکے سے اٹھی۔"اسے کیسے معلوم ہوا؟"دانتوں پر لگے مائع کی وجہ سے وہ ٹھیک سے بول نہیں پائی تھی۔

"وہ میرے یونیورسٹی گئے تھے،وہاں سے معلوم ہوا ہے۔آپ پلیز کچھ کریں ،میری مدد کرے۔"وانیہ نے ہچکی لی۔"مجھے نہیں سمجھ آرہا میں کیسے گھر والوں کی تسلی کراؤں۔پلیز کچھ حل بتائے۔"

"اچھا ٹھیک ہے گھبراؤ نہیں۔میں حمدان سے بھی پوچھ گچھ کرتی ہوں اور تمہارے گھر والوں سے بھی بات کروگی۔مگر تم خاموش رہنا تب تک۔میں مغرب کے بعد آؤگی۔فکر نہ کرو ڈیئر۔"اسے تسلی کراتے ہوئے انہوں نے کان میں دبا آلہ دبایا۔

ان کے چہرے پر یک دم سختی اڈ کر آئی تھی۔حمدان کی بابت سوچتے ہوئے ان کی شریانے پھولنے لگی تھی تو وہ ماں سے چھپ چھپ کر وانیہ سے ملاقاتیں کرنے کی کوشش کررہا تھا۔مٹھیاں بھینچے وہ ڈینٹسٹ کی ہدایات کو یکسر اگنور کیے ہوئی تھی کہ ان کا فون پھر سے بجنے لگا۔اسمارٹ واچ میں نمبر دیکھ کر ان کا پارہ مزید ہائی ہوا۔ایک لڑکی سے جان چھوٹی نہیں تھی کہ دوسرا بلیک میلر انہیں فون کرنے لگا تھا۔

جھنجھلا کر فون بند کرتے ہوئے وہ واپس کرسی پر نیم دراز ہوگئی اور خود کو ریلیکس کرتے ہوئے وانیہ کے بارے میں سوچنے لگی۔انہیں کسی نہ کسی طریقے سے وانیہ کے ماں باپ کی تسلی کرانی تھی یہاں تک کہ وہ مائی داویکا سے اپنے علم پر قابو پانا سیکھ جائے۔یقیناً یہی شاہ تاج کے لیے فائدمند رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نیوز روم روشنی میں نہایا ہوا تھا۔پرائم ٹائم کا شو جاری تھا اور اس وقت کمرشل بریک چل رہا تھا۔کمزور سا میک اپ آرٹسٹ ضرار کے چہرے پر میک اپ ری فریش کر رہا تھا۔فارض چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے کیمرہ مین کے پاس کھڑا پچھلے شاٹس پر تبصرہ کر رہا تھا۔اس نے بلیک اینڈ وائٹ کلر کی ہڈ سویٹر،بلیک جینز کے ساتھ پہن رکھی تھی۔یشفین کنٹرول روم سے نکل کر لمبے لمبے قدم اٹھاتی فارض کی طرف بڑھ رہی تھی جب اس کا پیر تار سے الجھا،جھٹکا کھا کر وہ سیدھی کھڑی ہوگئی مگر چھت پر لگی بڑی بڑی روشنیوں کے بلب میں سے ایک کی روشنی بجھ گئی تھی۔

"کس نے کیا یہ؟" لائٹس کو کنٹرول میں رکھنے والے ورکر نے دور سے چلا کر کہا۔

یشفین قمیض کے کونے کھینچتی،کندھے اچکا کر لاعلمی ظاہر کرتی فارض کی طرف بڑھی جو گول نظر کے عینک کے پیچھے سے اسے گھور رہا تھا۔

"بہت اعلیٰ۔اللہ نے یہ آنکھیں استعمال کرنے کو دی ہے۔"یشفین کے قریب آتے ہی فارض نے دھیمی آواز میں اسے کہا۔

بیک گراؤنڈ میں وہ شخص اونچا اونچا غصے کا اظہار کرتا سوئچ بورڈ کی طرف بڑھنے لگا۔

"جان بوجھ کر تھوڑی کیا ہے۔خیر سارا دن نظر نہیں آئے،ایک اچھی خبر لائی ہوں۔"یشفین نے دبے دبے جوش سے کہا۔

"کیا؟"چائے کے گھونٹ بھرتا،دوسرا ہاتھ جینز کی جیب میں اڑسے وہ نظریں ترچھی کر کے اسکرین پر پچھلے شاٹس کا جائزہ لے رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"منتہا کا رشتہ نہیں ہو سکا۔"

فارض نے چہرہ موڑ کر یشفین کو دیکھا جو خوشی سے نہال نظر آرہی تھی۔فارض کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ خوشی کا اظہار کرے یا خاموش رہے۔چائے کا کپ پکڑا ہاتھ لبوں کے قریب تھم چکا تھا۔

"اے۔کیا خوشی نہیں ہوئی؟"فارض کے کندھے کو ہلکا سا مکا مارتے ہوئے یشفین کو تشویش ہوئی۔

"کیا کہوں میں۔منتہا کیسی ہے؟"

"وہ بالکل نارمل ہے بلکہ اسے خوشی ہوئی کہ یہ رشتہ نہیں ہو سکا۔"

"شو شروع ہونے میں ایک منٹ رہتا ہے۔"پیچھے سے کسی نے ہانک لگائی۔

"شو شروع ہونے والا ہے۔"فارض نے اسے دوسرے الفاظ میں جانے کے لیے کہا۔وہ جیسے فوری ری ایکشن نہیں دینا چاہتا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"یشفین نے بُرا اسا منہ بنایا۔"مگر اب میں تمہیں یہ چانس مس نہیں کرنے دونگی۔اللہ نے تمہیں دوسرا چانس دیا ہے ڈونٹ مس اٹ،اوکے۔"یشفین نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔

فارض نے مسکرا کر سر ہلایا اور واپس اسکرین کی طرف پلٹا۔کچھ دنوں پہلے کا بوجھل پن آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا تھا۔اس کا نیم مردہ دل زندہ ہوتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سیاہ آسمان پر بھرے بھرے کالے بادل بس برسنے کو تیار تھے۔کالے بادلوں میں بجلی کی تیز لہر چند پل کے وقفے سے گزرتی تھی۔دسمبر کی بارش بس ہونے کو تھی۔موسم سرد ہواؤں کی وجہ سے یخ ہوتا جا رہا تھا۔کمبل سینے تک تانے وانیہ بستر پر دبکی ہوئی تھی۔نہ اس نے کپڑے بدلے تھے نہ ہی کھانا کھایا تھا۔فاطمہ کی طبیعت بگڑنے کے بعد،لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اس میں ہمت نہ ہو سکی کہ ماں کے کمرے میں جا کر ان کی خبر لے سکتی۔دوپہر سے رات ہو چکی تھی اور وہ یونہیں خاموش بستر میں گھسی ہوئی تھی۔دل عجیب بھاری سا تھا،چور نہ ہوتے ہوئے بھی وہ چور بن گئی تھی۔گھر والوں کو کیسے سمجھاتی کہ وہ کن طاقتوں کی مالک ہے اور انہی طاقتوں کو سمجھنے اور قابو کرنے کا گُر سیکھنے جاتی ہے کسی نامحرم سے ملنے نہیں۔

اندھیرے میں دروازہ کھلنے کی وجہ سے سیڑھیوں کے پاس جلتے بلب کی روشنی کمرے پر پڑی۔وانیہ کا دل شدت سے دھڑکا۔کمرے کی لائٹس روشن ہوئی مگر وانیہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی جب آنے والے نے زور کمبل پرے کھینچا۔وانیہ نے ٹھٹھر کر مقدس باجی کو دیکھا جو انتہائی سنجیدہ تاثرات لیے کھڑی تھی۔

"اب بتاؤ مجھے اور سچ سچ بتانا وانیہ۔"اسے تنبیہہ کرتے اس کے پیر پرے ہٹاتی وہ بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔،"میں امی کو،ابا میاں کو سمجھا لوگی،سنبھال لوگی مگر شرط یہ ہے کہ مجھے سب سچ سچ بتاؤ گی۔"

وانیہ کروٹ کے بل لیٹی یک ٹک انہیں دیکھ رہی تھی۔مقدس باجی نے اسے کلائی سے پکڑتے ہوئے جھٹکے سے بٹھایا۔وانیہ خوف سے کانپتے ہوئے انہیں پہلی دفعہ اس قدر غصے میں دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے ہمیشہ تم سے نرمی سے بات کی ہے کیونکہ تم ہم بہنوں میں مختلف تھی، حساس تھی۔کیا میری نرمی کا تم یوں ناجائز فائدہ اٹھاؤ گی؟تمہاری وجہ سے امی کا بلڈ پریشر ہائی ہوا ،انہیں ڈرپ لگانی پڑی ہے۔ابا میاں کو ابھی کچھ نہیں پتا لیکن اگر انہیں پتا لگ گیا تو میں انہیں نہیں سنبھال سکو گی اس لیے وانیہ۔"انہوں نے زچ ہو کر وانیہ کے آگے ہاتھ جوڑے۔،"سچ بتاؤ کہ تم یونیورسٹی نہیں جاتی تو کہاں جاتی ہو؟"

وانیہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے انکے بندھے ہوئے ہاتھ دیکھنے لگی۔اس سردی میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگی۔چہرے پر سے بال ہٹاتے،ہار مانتے ہوئے وہ بتانے لگی تھی کہ بیل بج اٹھی۔مقدس باجی نے' **اف**' کر کے گہرا سانس لیا۔بیل متواتر دو تین بار بجی۔

"میں جان کر رہو گی۔"انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کرتی وہ اٹھی اور کمرے سے باہر قدم بڑھائے۔

وانیہ نے آنکھیں بند کر کے تشکر کا سانس خارج کیا۔اس کا دل عجیب طریقے سے دھڑک رہا تھا۔تھکن سے سر گھٹنوں پر رکھے تھے کہ نیچے سے شاہ تاج کی آواز آنے لگی۔وانیہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور ننگے پیر فرش پر رکھتی ریلنگ کی طرف دوڑی۔نیچے سیڑھیوں کے پاس زرد رنگ کا لانگ کوٹ،بالوں کو جوڑے میں باندھے،سونے کی بالیاں اور ہیلز پہنے وہ مسکرا کر مقدس کے ساتھ لاؤنج کی طرف بڑھ رہی تھی کہ سر اٹھا کر ریلنگ پر جھکی وانیہ کو دیکھا اور بائیں آنکھ دبا کر لاؤنج کی طرف بڑھی۔

سینے پر ہاتھ رکھتے وانیہ اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ مسکرائی۔اسے امید کی کرن نظر آئی کہ شاہ تاج اسے بچا لے گی۔وہ فوراً سے کمرے کی طرف بڑھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپی حوریہ کہاں ہے؟"سفید اونی سویٹر اور سفید اونی ٹوپی پہنے نور فروزن کا اولف لگ رہی تھی۔

"وہ اسٹڈی میں اپنے نانا کے پاس ہے۔آپ نے جانا ہے؟"مقدس ہیٹر جلاتے ہوئے ،ان کی طرف پشت کیے نرمی سے کہہ رہی تھی۔

"جی اور مجھے آپ کے گھر کے اسٹڈی کا پتا ہے۔میں خود چلی جاؤں گی۔"فخر سے کہتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھی تھی کہ لاؤنج میں داخل ہوتی وانیہ کو دیکھ کر خوشی سے اچھلی۔

"وانیہ آپی۔"خوشی سے دوڑتے ہوئے وہ وانیہ کے قریب رکی جو اسے گود میں اٹھا رہی تھی۔

ہیٹر لگا کر اٹھتے ہوئے مقدس شاہ تاج کی طرف مڑی اور ایک ناگوار نظر بہن پر ڈالی۔

"لیٹس پلے۔"وانیہ کے بائیں کی کان کی لو پر بنے زخم کو انگلی سے چھوتے ہوئے نور نے فرمائش کی۔

شاہ تاج اپنے برابر بیٹھی مقدس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی۔

"Some other time. آپ اسٹڈی میں جاؤ ،حوریہ اور ہادی وہی ہیں۔"سیڑھیوں سے اترتے ہوئے اس نے نور کا سوال سن لیا تھا سو نور کے گال کا بوسہ لیتے ہوئے اسے گود سے اتارا۔

نور دوڑتے ہوئے سیڑھیوں کے قریب بنے اسٹڈی روم کی طرف دوڑی۔وانیہ شاہ تاج کو سلام کرتی ان کے دائیں طرف رکھے صوفے پر گھٹنے ملا کر بیٹھ گئی۔لمبے بال آبشار کی طرح کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لاؤنج کی ایک دیوار جو شاہ تاج کے عین سامنے تھی وہاں شو کیس رکھا ہوا تھا جس میں فاطمہ اور اظہر عالم کی جوانی کی تصویر لگی ہوئی تھی۔بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی زمرد جڑی انگوٹھی کو دائیں بائیں ہلاتی وہ اسی تصویر کو دیکھ ہی تھی۔

"فاطمہ جوانی میں خوبصورت تھی۔شادی کے بعد گھر کے کاموں میں خود کو ایسے الجھایا کہ اب وہ خوبصورتی کہیں غائب ہوچکی ہے۔کہاں ہے وہ؟"تصویر سے نظر ہٹاتے ہوئے انہوں نے مقدس کو دیکھا۔

"بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا۔ابھی کہیں جا کر سوئی ہیں۔"مقدس غور سے ان کے تاثرات دیکھ رہی تھی جس پر کل کی بے عزتی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"اوہ۔اس عمر میں انسان کو بیماریاں لگ جاتی ہیں دوسرا اس نے اپنی اولاد کا غم بھی دیکھ لیا۔"انہوں نے چہرے پر مصنوعی افسردگی بھرتے ہوئے مقدس کو دیکھا۔

"لیکن فاطمہ لکی ہے۔جس کی بیٹیاں ہوتی ہیں وہ بہت خوش قسمت عورت ہوتی ہے۔لڑکا جب جوان ہوجاتا ہے تو اسے لگتا ہے وہ دنیا فتح کر لے گا،اسے ماں کے پلو سے لٹکے رہنے کی ضرورت نہیں ہے اور کبھی کبھی وہ اپنی مصروفیات اتنی بڑھا لیتا ہے کہ ماں کو بھی بھول جاتا ہے۔"

وانیہ انگلیاں باہم مسلتی نظریں نیچے کیے شاہ تاج کو سن رہی تھی۔

"فاطمہ بیمار ہوتی ہے تو اس کی ساری بیٹیاں اس کے گرد جمع ہوجاتی ہیں۔میرے پاس تو بیٹی جیسی رحمت نہیں ہے۔جب بیمار پڑ جاتی ہوں تو ارمان جاگ جاتا ہے کہ اگر میری بھی کوئی بیٹی ہوتی تو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میرے سرہانے بیٹھی رہتی۔میرا خیال رکھتی ،میرے درد کو محسوس کرتی۔"دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے نزاکت سے آنکھوں کا کونہ صاف کیا۔

ہیٹر کے نارنجی شعلے آگ کی مانند دہکنے لگے تھے۔لاؤنج میں خاموشی سی تھی اور اس میں شاہ تاج کی مدھم لہجے میں گفتگو سنائی دے رہی تھی۔

"آپ کا حمدان بھی بہت کیئرنگ ہے۔جب آپ اسکی بیوی لے کر آئیں گی،وہی آپ کی بیٹی ہوگی۔"ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مقدس باجی ان کو دلاسہ دینے لگی۔

"اپنی بیٹی کا مقابلہ کبھی بہو سے نہیں کیا جا سکتا۔"شاہ تاج نے ہرنی جیسی نظریں مقدس کی طرف پھیر کر کہا۔

"میں چائے وغیرہ کا انتظام کرتی ہوں۔"وانیہ نے اٹھتے ہوئے کہا جب شاہ تاج نے اسے کلائی سے تھام کر واپس بٹھایا۔

"نہیں بیٹھ جاؤ۔میں تو یہاں شرمندگی کی وجہ سے آئی ہوں۔خفت دور کرنے۔"انہوں نے وانیہ کا ہاتھ بدستور تھام رکھا تھا جبکہ نگاہیں مقدس کی طرف موڑ رکھی تھی۔

"ارے نہیں خالہ امی۔جہاں اللہ نے جوڑ لکھا ہوگا وہیں رشتہ۔۔۔"

"رشتہ کی بات کون کر رہا ہے۔"شاہ تاج نے ترنت مقدس کی بات کاٹی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقدس نے ناسمجھی سے شاہ تاج کو دیکھا،جو سنجیدہ لگ رہی تھی۔آنکھوں کے گرد جھریاں بھی غائب تھی اور دانت موتیوں جیسی چمک لیے ہوئے تھے۔وانیہ نے آہستہ سے شاہ تاج کے ہاتھ سے اپنی کلائی نکالی اور سر نیچے کیے ان کے اگلے الفاظ کا انتظار کرنے لگی۔

"مجھے حمدان نے بتایا ہے کہ اس نے کیا حرکت کی ہے۔"دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنساتی وہ گھٹنے پر رکھنے لگی۔،"میں کس سے دل کا حال بیان کرتی۔جو بھی کل ہوا بُرا ہوا۔میرے چہرے کی تکلیف حمدان پڑھ چکا تھا سو اس نے پوچھ لیا کہ کیا ہوا اور میں سب بتاتی گئی۔"شرمندہ تاثرات کے ساتھ شاہ تاج نے جھوٹی کہانی گڑھنا شروع کی۔

مقدس بے تاثر بیٹھی انہیں سن رہی تھی اور کن اکھیوں سے وانیہ کو بھی دیکھ رہی تھی جو سر جھکائے ہونٹ چبا رہی تھی۔

"گھر میں سب کو معلوم تھا کہ میں منتہا کے لیے رشتہ لا رہی ہوں مگر انہیں انکار کی وجہ نہیں معلوم ،صرف حمدان کو پتا ہے۔وہ غصہ میں آگیا تھا۔میں نے اسے روکا بھی مگر جیسے کہ میں نے کہا مرد ذات سمجھتی ہے کہ دنیا اس کی ٹھوکر پر ہے۔وہ زرا فوراً ری ایکشن دیتا ہے۔میں نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں آئے گا اور وانیہ کے حوالے سے جھوٹ کہے گا۔"

"کیا آپ کو وانیہ نے بتایا ہے؟"مقدس باجی مشکوک نظروں سے شاہ تاج کو گھورنے لگی۔

یک دم وانیہ کا سانس تھم گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کس حوالے سے؟"شاہ تاج نے حیران نظروں سے مقدس کو دیکھا اور پھر چہرہ موڑ کر وانیہ کے جھکے سر کو دیکھا "Did I miss something?"انہوں نے نرمی سے اپنا بایاں ہاتھ مقدس کے ہاتھ پر رکھا۔ان کی انگوٹھی کی ٹھنڈک مقدس باجی کے ہاتھ پر محسوس ہوئی۔

"کہ حمدان یہاں آیا تھا یا یہاں کیا کچھ ہوا؟"

"کیا تم لوگوں نے وانیہ کو نیا فون دلا دیا ہے؟"انہوں نے الٹا مقدس سے سوال کیا مگر وہ سنجیدہ چہرہ لیے خاموش رہی۔

"وانیہ کچھ ہوا ہے کیا؟اتنی مشکوک کیوں لگ رہی ہو دونوں؟"شاہ تاج نے مشکوک نگاہوں سے دونوں کو گھورا۔

"مجھے وانیہ کی کوئی کال نہیں آئی۔اگر تو نیا فون دلا دیا ہے تو وانیہ تمہیں مجھے بتانا چاہیے نا۔"انہوں نے چہرہ وانیہ کی طرف موڑ کر اس سے شکایت کی۔

ہیٹر کی حدت کمرے میں بڑھ چکی تھی۔باہر بارش کی ننھی بوندیں برسنا شروع ہو چکی تھی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"مقدس نے گہرا سانس بھرا۔"وہ واقعی یہاں آیا تھا اور اس نے۔۔۔"

"ہاں بتائی ہے اپنی بیوقوفی کی رپورٹ۔"شاہ تاج نے ہاتھ جھلاتے ہوئے ایک دفعہ پھر ان کی بات کاٹی۔"بہت ناراض ہوئی ہوں میں اس سے کہ جھوٹ کیوں بولا تم نے۔وانیہ یونیورسٹی جاتی ہے۔اسے سمجھایا میں نے کہ اس کا ایک جھوٹ کیسے اس گھر میں بھونچال لا سکتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ان کے الفاظ پر مقدس ٹھٹکی تھی۔،"وانیہ یونیورسٹی نہیں جاتی ہے۔"

وانیہ نے بے آواز' اوہ شٹ' کہتے ہوئے آنکھیں میچ لی۔جھٹکا تو شاہ تاج کو بھی لگا تھا مگر وہ فوراً سنبھلی۔ایک تو وانیہ کے فون کی گمشدگی کی وجہ سے فاصلے بڑھ گئے تھے۔گھر سے جو ہوم ورک کر کے گئی تھی وہ اب اکارت نظر آنے لگی۔وانیہ کی طرف چہرہ موڑ کر انہوں نے سخت نظر وانیہ کے جھکے سر پر ڈالی۔

"میں نے یہ نہیں کہا تھا۔"وانیہ کے لب پھڑپھڑائے۔،"میں جاتی ہوں مگر میں سمیسٹر فریز کرانا چاہتی ہوں۔"اس نے سر اٹھا کر ڈرتے ڈرتے شاہ تاج کی طرف دیکھا جن کا چہرہ شرمندگی اور غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

مقدس شاہ تاج کے بائیں طرف بیٹھی تھی اسی لیے انکے تاثرات نہیں دیکھ سکی۔

"بالکل۔اس نے بتایا تھا مجھے کہ یہ سمیسٹر فریز کرنا چاہتی ہے حالانکہ میں نے سمجھایا بھی کہ ایسے مت کرے۔"انہوں نے بدقت پہلو بدل کے بات بنائی۔،"یہ مجھے بتا رہی تھی کہ وجیہہ کی موت کی وجہ سے گھر کا ماحول ڈسٹرب ہو چکا ہے اور یہ خود بھی بہت ڈسٹرب تھی۔یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وانیہ کو وجیہہ کی موت کا ملال تھا کہ یہ کیوں اسکی مدد نہیں کر سکی۔یہ مڈز بھی نہیں دے پائی اور کلاسز بھی نہیں اٹینڈ کر سکی۔اس کی اٹنڈنس شارٹ ہے سو یہ فائنلز نہیں دے سکتی حالانکہ میں نے سمجھایا بھی کہ پیپرز دو چاہے فیل ہو جاؤ۔"

"مجھے کیوں نہیں بتایا؟"مقدس باجی نے گلہ آمیز لہجے میں سوال کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شاہ تاج نے کوفت سے آنکھیں گھمائی(سب کی سب بہنیں عقل کل ہیں سوائے وانیہ کے)

"کیا تمہیں بُرا لگا؟"شاہ تاج نے محتاط سے انداز میں پوچھتے ہوئے اسے دیکھا۔

"نہیں۔مگر میں اسکی بڑی بہن ہوں،مجھے معلوم ہونا چاہیے تھا۔"مقدس باجی نے وانیہ کے جھکے سر سے نظریں ہٹاتے ہوئے شاہ تاج کو دیکھا۔

"ہماری وانیہ آج کل کی لڑکیوں کی طرح تیز نہیں ہے۔سمجھ رہی ہو نا معصوم ہے ،خود سے فیصلہ لینا نہیں آتا لیکن آئی ایم سوری اگر تمہیں بُرا لگا کہ اس نے سب مجھے بتایا اور تمہیں نہیں بتایا۔آخر کو خالہ بھی ماں جیسی ہوتی ہے۔"

"ایسا ہی ہے۔"مقدس باجی نے گہرا سانس بھرا۔

مقدس کووانیہ کا مختلف رویہ اب سمجھ آنے لگا تھا۔شاید خالہ امی ٹھیک کہہ رہی ہو،وانیہ خود کو وجیہہ کی موت کا الزام دیتی تھی اور وہ درست فیصلہ لینے کی اہلیت نہیں رکھتی تھی۔اس کا یہ فیصلہ بھی درست نہیں تھا۔

"تو ٹھیک ہے۔وانیہ یہ سمیسٹر فریز نہیں کرے گی۔"وانیہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر بے یقینی سے مقدس باجی کو دیکھا جو اب نارمل نظر آرہی تھی۔"چاہے فیل ہو یا مشکلوں سے پاس،یہ پیپر دے گی ،آل رائٹ؟"انہوں نے براہِ راست وانیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

وانیہ نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلایا۔شاہ تاج نے بھی سُکھ کا سانس لیا۔

"میں کھانا بناتی ہوں'کھانا کھا کر جایئے گا۔"مقدس باجی اٹھی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ارے نہیں،پہلے ہی دیر ہوگئی ہے۔"فرش پر پڑا بیگ کہنی میں ٹکاتے ہوئے وہ کھڑی ہوگئی۔،"میں گھر میں کھا لونگی۔میں ڈائٹ پر ہوں، یہ عام تیل میں تلی ہوئی چیزیں نہیں کھاتی میں۔نور کو بلوا دو۔"کوٹ کو درست کرتے ہوئے انہوں نے مسکرا کر کہا۔

وانیہ رشک سے انہیں دیکھنے لگی جبکہ مقدس باجی افسوس سے جو کبھی بھی اپنے پیسے کا رعب ڈالنا نہیں بھولتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والے قصر میں خاموشی پھیلی تھی۔بارش نے برس برس کر سبزہ زار کو گیلا کر دیا تھا۔گارڈز گیٹ کے پاس بنے کمرے میں ہیٹر کے سامنے بیٹھے گاہے بگاہے اسکرین پر نظر آتے سی سی ٹی وی فوٹیجز کو بھی دیکھتے تھے۔آزان اور حمدان شام کو ہی دریا خان کیلیے نکل چکے تھے۔عفان اور خنسا اپنے کمروں میں تھے جبکہ جنید اور غزالہ تقریب میں گئے تھے۔شاہ تاج کے نفیس سے کشادہ کمرے کی دیوار گیر الماری کا پٹ کھولے گونگی تیز تیز ہاتھ چلاتی کپڑے ادھر ادھر کرتی نیلے رنگ کی فائل ڈھونڈ رہی تھی۔وہ گاہے بگاہے رک کر دروازہ نیم وا کر کے باہر بھی جھانکتی تھی۔اس نے کئی دفعہ شاہ تاج کو وہ بلیو فائل نکالتے دیکھا تھا۔چونکہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھی اسی لیے اس نے یہیں فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس فائل کی تصویریں اپنے فون میں قید کر لے گی۔پچھلے کچھ مہینوں سے وہ نور سے لکھنا پڑھنا سیکھ رہی تھی۔

اس الماری کے دائیں جانب کشادہ دراز بنائے گئے تھے جو کہ تعداد میں چار تھے۔نیچے سے دوسرے دراز پر پیر جماتی وہ الماری میں چڑھ گئی۔اس الماری کا سب سے اوپر والا دراز کافی اونچا اور کشادہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔پنجوں کے بل سر بمشکل اونچا کرتے اسے وہ بلیو فائل مل گئی تھی۔فائل کھینچتی ہوئی وہ چھلانگ لگاتے کارپٹ پر اتری۔تیزی سے کارپٹ پر رکھے فون سے اس نے فائل میں موجود کاغذات کی تصویریں کھینچی اور فائل بند کر کے احتیاط سے چڑھتے ہوئے فائل سب سے اوپر دراز میں رکھ کر نیچے اتری۔الماری کے پٹ بند کیے ہی تھے کہ شاہ تاج کی مخصوص ہیل کی ٹک ٹک سنتے ہی وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بنا سوچے سمجھے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔کمرے کی خود کار لائیٹس یک دم بجھ گئی۔خوف سے دھڑکتے دل اور بے ترتیب سانسوں پر قابو رکھتے ہوئے گونگی ڈریسنگ روم کے کونے میں اندھیرے میں کھڑی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور خود کار لائیٹس نے کمرہ روشنی میں نہلا دیا۔گونگی کھڑکی کے پاس کانپتے وجود کے ساتھ کھڑی تھی۔ارش کی بوندیں کھڑکی پر برس رہی تھی۔منہ پر ہاتھ رکھے وہ پھولے تنفس کی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔اگر شاہ تاج ڈریسنگ روم میں آگئی تو؟یہ خیال ہی اتنا جان لیوا تھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی پھیل گئی۔ایسے ہی وہ پہلے بھی پکڑی گئی تھی تو اسے زبان سے ہاتھ دھونا پڑا تھا،اب کیا گنوائے گی۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے قریب الماری کا پٹ وا کیا جب شاہ تاج کی آواز صور کی مانند کمرے میں گونجی۔

"گونگی کہاں ہے اسے بھیجو۔"

شاید وہ انٹر کام پر ملازمہ سے اسے بھیجنے کا کہہ رہی تھی۔سر جھٹکتے ہوئے اس نے الماری کا پٹ آہستہ سے بند کیا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے وہ ڈریسنگ روم کے دروازے تک پہنچی۔دیوار کی اوٹ سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جھانکتے ہوئے اس نے شاہ تاج کو دیکھا جو کوٹ بیڈ پر ڈالے،ہاتھ باہم پھنسائے جھنجھلائی ہوئی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

'یا اللہ' گونگی نے زور سے آنکھیں میچ لی۔شاہ تاج کا بیڈ دروازے کے سامنے ہی تھا وہ کیسے اب باہر نکلے گی۔بنا آواز پیدا کیے وہ گہرے گہرے سانس لے کر خوف مٹانے لگی۔ہاتھ اور پاؤں خوف سے لرز رہے تھے،دل کانوں میں دھڑک رہا تھا جب اسکے فون پر میسج کا ٹون بجا۔

شاہ تاج نے جھٹکے سے سر اٹھا کر تاریکی میں ڈوبے ڈریسنگ روم کی طرف دیکھا۔

گونگی جھٹ سے دیوار کی اوٹ میں ہوگئی۔وہ ساکت کھڑی مفلوج ہوگئی تھی،دل جیسے بند ہو کر پھر سے دھڑکا تھا۔

"کون ہے وہاں؟"شاہ تاج نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے آواز لگائی۔

"کون ہے؟باہر نکل آؤ۔"چھوٹے چھوٹے محتاط قدم اٹھاتے،شاہ تاج ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔

گونگی چکراتے سر کو پکڑے دیوار سے پشت لگاکے کھڑی ہوگئی۔

"کون ہے وہاں؟ باہر نکل آؤ۔"شاہ تاج محتاط انداز میں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ رہی تھی۔

چہرے سے پسینے کا قطرہ پانی کی طرح اسکی گردن پر پھسلا۔

شاہ تاج محتاط قدم اٹھاتی ڈریسنگ روم کے دروازے سے دو قدم پیچھے رُک گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سوکھتے گلے کو بمشکل تھوک سے تر کرتے ہوئے گونگی شل ہوتی جا رہی تھی کہ یکا یک روشنی کی ایک تیز لہر نے شاہ تاج کا احاطہ کیا۔وہ آتشی گلابی روشنی اس قدر آنکھوں کو چبھنے والی تھی کہ شاہ تاج کی آنکھیں چندھیا گئی تھی۔وہ دو قدم پیچھے ہٹی جبکہ گونگی حیرت سے گونگ چہرہ موڑے اس روشنی کو دیکھنے لگی جو اس قدر گہری اور تیز تھی کہ اس کی شعائیں ڈریسنگ روم کو بھی روشن کر رہی تھی۔

روشنی کی لہر زرا مدھم ہوئی تو آنکھیں پوری کھولتے ہوئے شاہ تاج نے ہوا کے وزن پر لہراتے پیغام کو حیرانی اور خوف کے ملے جلے جذبات کے تحت پڑھا۔

"یہ میرا پہلا پیغام ہے نجانے آپ تک پہنچانے میں کامیاب ہوئی ہے کہ نہیں۔آپ کا شکریہ آپ نے مقدس باجی کے سامنے مجھے ڈیفینڈ کیا۔میرے دل میں آپ کی عزت کئی گناہ بڑھ چکی ہے۔آپ نے مجھ پر احسان کر کے مجھے اپنا اثیر کر دیا ہے۔میرا نیا فون کل آجائے گا پھر میں آپ سے تفصیلی بات کروگی۔وانیہ۔"

گونگی کو یہ الفاظ الٹے نظر آرہے تھے صرف وانیہ کا نام وہ جوڑ جوڑ کر،سیدھا کر کے پڑھ پائی تھی۔شاہ تاج حیرت سے گنگ پھٹی آنکھوں سے اس پیغام کو پڑھ رہی تھی جو دھویں کی طرح ہوا میں تحلیل ہونے لگا۔آتشی روشنی مدھم ہونے لگی۔شاہ تاج بھول گئی تھی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے کسی کے وجود کا پیچھا کر رہی تھی۔دھڑکتے دل پر انگوٹھیوں والا ہاتھ رکھے،خوشگوار حیرت سے مسکراتے ہوئے وہ بالکونی کی طرف کھلتے گلاس ڈور کی طرف بڑھی اور جھٹ سے دروازہ کھول لیا۔گونگی دبے قدموں آگے بڑھی اور شاہ تاج کی پشت دیکھنے لگی جو بالکونی کا گلاس ڈور کھولے ،گلاس ڈور کے دونوں طرف ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شاہ تاج کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ دھیرے دھیرے سر جھکا کر ہنسنے لگی۔

گونگی حیرت سے انہیں بے وجہ ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔البتہ کچھ دیر پہلے کے پیغام نے گونگی کو الجھا ضرور دیا تھا۔سرخ رنگ کی ،شیشوں والی شال سر پر درست کرتے وہ دبے قدموں کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی اور آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

شاہ تاج بدستور سر نیچے کیے'ہنستی جارہی تھی جب اسے مخصوص دروازے کی دستک نے چونکنے پر مجبور کیا۔

"آجاؤ گونگی۔"چہرہ موڑے بغیر انہوں نے اونچی آواز میں کہا۔

گونگی نے اندر قدم رکھتے ہوئے بغور انکو دیکھا جو ابھی تک پشت کیے کھڑی تھی۔

"میں غصے میں تھی۔"انہوں نے چہرہ موڑ کر دروازے کے پاس کھڑی گونگی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آسمانی بجلی کی تیز لہر چمکی تو اس کی کچھ لہریں شاہ تاج کے دائیں رخ پر بھی پڑی۔ان کے موتیوں جیسے دانت بجلی کی چمک میں اسے عجیب سی وحشت میں مبتلا کر رہے تھے۔

"لیکن تھوڑی دیر پہلے تھی۔۔۔اب میں خوش ہوں۔"مسکراتے ہوئے انہوں نے گلاس ڈور بند کیا اور قریب رکھے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔

ان کی ہیلز کی اوپری سطح پانی کی چھینٹوں کی وجہ سے گیلی ہو گئی تھی۔

گونگی مؤدب انداز میں ہاتھ باندھے،دونوں ہاتھوں میں موبائل دبائے،شاہ تاج کی طرف بڑھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم نے کبھی دیو مالائی کہانیاں پڑھی ہیں؟"شاہ تاج نے گال تلے انگلی رکھتے ہوئے ،دلچسپی سے گونگی کو دیکھا جو ان کے ہیلز کے قریب کھڑی ہوگئی تھی۔

گونگی نے نفی میں سر ہلاکر ہاتھوں کے اشارے سے انہیں بتایا کہ اسے پڑھنا ہی نہیں آتا۔

"میں تو بھول گئی تھی کہ تم پڑھنا نہیں جانتی۔"انہوں نے نخوت سے کہا۔

گونگی اب بھی ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔

"دیو مالائی قصوں میں ہوتا ہے کہ ہم دور بیٹھے کسی شخص کو ہوا پر لکھ کر،ہوا کے سپرد اسے پیغام بھیج سکتے ہیں۔یا تو وہ کاغذ کا کوئی ٹکڑا ہوتا جو خود بخود ہی کہی سے نمودار ہوکر وصول کنندہ کی گود میں گر جاتا یا ہوا کے دوش پر سیاہی سے لکھے الفاظ recipient کو مل جاتے تھے۔کیا یہ آج کل کے زمانے میں پاسبل ہے؟"انہوں نے گال سے انگلی ہٹا کر ہاتھ باہم پھنسا کر گود میں رکھ لیے۔

گونگی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا۔وہ کیسے؟"شاہ تاج نے حیران ہوتے ہوئے سوال پوچھا۔

گونگی دوبارہ ہاتھوں سے اشارے کرنے لگی(**یہ موبائل بھی تو پہلے زمانے کے انسانوں کے لیے دیو مالائی قصے ہوتے ہونگے جب قاصد کسی کا خط مہینوں بعد مطلوبہ شخص کو پہنچاتا تھا۔وہ لوگ بھی سوچتے ہونگے کہ کبھی ایسا وقت آئے کہ خط بھیجنے کے لیے مہینے نہ لگے بس چند اسیکنڈز لگے اور اگر تب کے لوگوں کو موبائل کی حقیقت بتائی جاتی کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ گھر بیٹھے آپ صرف پیغام نہیں اس مطلوبہ شخص کی آواز بھی سن سکتے ہیں تو یقینا وہ موبائل کو دیو مالائی قصہ ہی کہے گے۔)**

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"امپریسیو۔"شاہ تاج نے متاثر ہوتے ہوئے سر ہلایا۔

"خیر مجھے بتاؤ میری غیر حاضری میں گھر میں کیا کیا ہوتا رہا۔"

دائیں پاؤں پر بائیں پاؤں کی ایڑھی رکھتے ہوئے وہ ریلیکس سے انداز میں بیٹھی اور گونگی سے انکی غیر موجودگی میں ہونے والے واقعات کی رپورٹ جاننے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد پر صبح بہت ٹھنڈی اور گیلی سی اتری تھی۔دھند نے اسلام آباد کی سڑکوں کا احاطہ کر رکھا تھا۔بارش کے باعث درخت نہائے نہائے سے خوبصورت لگ رہے تھے۔ساری رات بارش برسنے کے بعد اب رک چکی تھی۔مرغی اپنے بچوں کے ساتھ گیلی گھاس پر جیسے چہل قدمی کر رہی تھی۔عالم صاحب کالج جا چکے تھے،مقدس باجی کے بچے بھی اسکول جا چکے تھے۔

وانیہ ابھی ابھی سو کر اٹھی تھی۔الجھے بالوں کا جوڑا بنا کر وہ کچن میں داخل ہوئی۔مقدس باجی گیلے ہاتھوں کو ڈوپٹے سے پونچھتے ہوئے مڑی تھی کہ اسے دیکھ کر رک گئی۔

"تمہارے حصے کی چائے کیتلی میں پڑی ہے،بریڈ سیک کر ناشتہ کر لو۔"روکھے لہجے میں کہتے 'مقدس باجی وانیہ کے قریب سے گزرنے لگی تھی کہ وانیہ نے انکو بازو سے تھام لیا۔

"باجی۔"

مقدس نے رُک کر وانیہ کی سبز آنکھوں کو دیکھا۔وہ اس وقت کسی معصوم بچے کی طرح لگ رہی تھی جو اپنی غلطی پر شرمسار ہو۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو دھوکا دونگی؟"

"نہیں۔مجھے لگتا تھا تم جھوٹ نہیں بولو گی۔"

وانیہ کے چہرے کا رنگ یک دم فق ہوا۔مقدس باجی نے آہستہ سے اس کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا۔

"جو باتیں کل خالہ امی کی زبان سے پتا لگی کاش وہ تم مجھے خود بتاتی تو اتنا مسئلہ پیدا نہ ہوتا۔کیا میں تمہیں اچھا مشورہ نہ دیتی یا تمہیں سمجھنے کی کوشش نہ کرتی؟"سینے پر ہاتھ باندھے وہ وانیہ سے گلہ کر رہی تھی۔

"تمہیں یاد ہے ایک دوسرے سے سب کچھ شیئر کرنے کی عادت کس نے ہم بہنوں کے بیچ ڈلوائی تھی؟"

وانیہ انگوٹھے کو شہادت کی انگلی سے کھرچتے ہوئے،کچن کی دیوار سے ٹیک لگائے خاموشی سے انہیں سُن رہی تھی۔

"ابا میاں نے۔تاکہ ہم بہنیں ایک دوسرے پر اعتبار کرے اور ایک دوسرے کو کبھی مشکل میں نہ چھوڑے۔اگر کوئی مشکل آئے تو ہمیں ایک چیز کا اطمینان ہو کہ کوئی ہے جو اس مشکل سے مجھے نکال سکتا ہے اور اسے مسئلہ سمجھانے میں زیادہ دیر بھی نہیں لگے گی۔پتا ہے تکلیف اس بات کا نہیں ہوتا کہ راز چھپایا کیوں،تکلیف تو اس بات کی ہے کہ اعتبار کیوں نہیں کیا؟اعتبار نہیں تھا تو بات چھپائی ہے نا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔میں آپ سے زیادہ کبھی کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی۔ہم کبھی کبھی دوسروں کی نیت پر شک کر کے بھی تو بُرا کر رہے ہوتے ہیں۔میں بس آپ سب کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ تم نے چھپا کر بہت سُکھ دیا؟"

کچن کی کھڑکی سے مرغے کی بانگ سنائی دی۔

وانیہ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی،اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ایک جھوٹ کی خاطر سو جھوٹ گڑھنے پڑ رہے تھے اور وہ جھوٹ کبھی اچھا نہیں بولتی تھی۔

"آزان والا کیا سین ہے؟"

وانیہ نے زور سے آنکھیں میچ لی۔ **(وعدے کا کچا)**

"وہ مجھے۔۔۔مل گئے تھے۔میں کلاس فیلوز کے ساتھ فری ٹائم میں سُپر مارکیٹ چلی گئی تھی۔وہ میری دوستیں۔۔۔"اس نے گلہ کھنکھارا کیونکہ جھوٹ بولنا آسان نہیں ہوتا۔" یہاں سے بہت دور رہتی ہیں وہ چلی گئی مجھ سے پہلے،وہ تو آزان بھائی اتفاقاً مل گئے تھے تو میں پھر ان کے ساتھ یہاں آگئی تھی۔"سوچ سوچ کر بولتے ہوئے وہ ایک اور قصہ بنانے لگی۔

مقدس باجی نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"یونیورسٹی جاؤ گی؟"

وانیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقدس باجی اس کا شانہ تھپک کر کچن سے نکل گئی۔وانیہ گہرا سانس بھرتی چائے کی کیتلی کی طرف بڑھی۔ابھی تو اسے مائی کے پاس سیکھنے کا مزہ آنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

دریا خان میں اسلام آباد کے بر عکس دھوپ کا راج تھا۔زرخیز مٹی دھوپ میں سونے کی طرح چمک رہی تھی۔مِل میں ہیوی مشنری گنے کے چھلکے اور رس کو الگ کر رہی تھی۔آزان اور حمدان اس وقت پراسس ہاؤس کا جائزہ لے رہے تھے۔آزان نے ڈینم شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے اور جینز کے ساتھ جوگز پہن رکھے تھے۔کالے بال سلیقے سے پیچھے کی طرف برش کر رکھے تھے۔حمدان نے سرخ ہلکی سی سویٹر کے ساتھ سفید جینز پہن رکھی تھی۔اسکے ماتھے کی طرف سنہرے گھنگھریالے بال ماتھے کی شکنوں کو چھپائے ہوئے تھے۔اسکی انگریزوں جیسی گوری رنگت سرخ سویٹر میں اٹھ رہی تھی۔

کچھ مزدور ڈرم نما مشینری کا ٹیمپریچر بڑھا کر رس میں موجود ذرات کو بٹھا رہے تھے۔ایک مزدور سر پر یلو کیپ پہنے،داغ لگی قمیض کے ساتھ بڑی سی ڈرم کے آگے کھڑا بوری کاٹ کر ملک آف لائم کے سفید دانے انڈیلنے لگا تھا۔

حمدان سنہری آنکھوں میں بیزاری بھر کر آگے بڑھا اور اس مزدور کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو بوری چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔سفید دانے زمین پر بکھر گئے تھے۔آزان گھبرا کر فوراً آگے بڑھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کتنے میلے کپڑے پہنے ہیں تم نے زر احالت دیکھو اپنی؟"اس کے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ مزدور کو شرمندہ کر رہا تھا۔

آس پاس مشینوں کے پاس کھڑے مزدور مشینوں کے شور کے باعث صرف انہیں دیکھ پارہے تھے مگر یہاں تک ان کی آوازیں نہیں آرہی تھی۔

آزان حمدان کی پشت کی طرف کھڑا خاموشی سے اسے سننے لگا۔

"یہ کپڑے دیکھو،یہ سیگرٹ کا داغ۔"اس کے بازو کا کپڑا کھینچتے ہوئے اسے دکھایا۔،"اور بدبو کس قدر آرہی ہے تم سے،نہاتے نہیں ہو کیا؟کبھی ویسٹ کی شوگر ملز میں کام کرتے مزدوروں کو دیکھا ہے،کس قدر صفائی کا خیال رکھتے ہیں۔باقائدہ صاف یونفارم میں کام پر آتے ہیں۔ان کے اونرز کو کوئی شرمندگی نہیں ہوتی ہوگی اگر کوئی ان کے شوگر مل کا اچانک وزٹ کرے اور ایک ہمارے ہاں کے مزدوروں کو دیکھو۔صفائی کو تو جیسے جانتے ہی نہیں ہیں۔"

اس کا بازو جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے ،جینز کے جیب سے ٹشو نکالتے ہوئے حمدان ہاتھ صاف کرنے لگا۔آزان نے افسوس سے سر ہلا کر حمدان کو دیکھا اور مڑنے والا تھا کہ مزدور کی بات نے اسے رکنے پر مجبور کیا مگر وہ پلٹا نہیں۔

حمدان کے ہاتھ تھمے تھے۔

"آپ ہی مالک ہو اس شوگر مل کے۔آپ ہی ہماری صفائی کے بھی مالک ہو پھر۔ان کے ہاں مخصوص لباس ہوتا ہے صاحب آپ بھی وہی دے دو۔ان کے ہاں تنخواہ بھی اچھی ہوتی ہے کہ مزدور صفائی کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خیال رکھ سکے آپ بھی دو۔ان کے ہاں اگر مزدور کا ہاتھ جل جائے صاحب اور وہ چھٹی کر لے تو کیا اس کی تنخواہ کاٹی جاتی ہے؟"

ہال میں مشینوں کے پاس کھڑے مزدور اپنے کام میں مشغول ہوگئے تھے کہ شاید کوئی معمول کی پوچھ گچھ ہوگی۔

حمدان کی آنکھوں کے گرد غصے کو ضبط کرنے کی وجہ سے جھریاں پڑنا شروع ہوگئی۔

"ہمیں آنا پڑتا ہے کہ تنخواہ کٹ جائیں گی۔ہمیں آنا پڑتا ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ میرے ایک ایک منٹ کا حساب رکھا جاتا ہے اور اس ایک منٹ کی کمائی میرے لیے کس قدر اہم ہے۔کیا وہاں مزدوروں کے لیے کسی قسم کی آسائش کا اعلان نہیں کیا جاتا ہوگا؟کیا جاتا ہوگا مگر یہاں نہیں کیا جاتا۔کپڑے وہ آسائش ہیں جس کا ابھی میں متحمل نہیں ہو سکتا۔یا تو میں اپنے لیے کپڑے لے کر اس کے سلوانے کے پیسے ادا کروں یا اپنے بیٹے کے لیے یونیفارم لوں۔یقیناً میں خود پر بیٹے کو فوقیت دونگا۔مجھے اپنی حیثیت یاد ہے کہ یہ مل میرے باپ کی نہیں ہے۔میں پاکستان کا مزدور ہوں امریکہ کا نہیں۔"

آواز کو پست رکھے وہ جیسے دونوں لڑکوں کو آئینہ دکھا تا طنز کر رہا تھا۔آزان نے دکھ سے کنپٹی کو دو انگلیوں سے مسلا،وہ شہر میں رہتے ہوئے اپنے مزدوروں کو جو کہ اس مل کی اصل بیک بون ہیں کیسے بھول سکتا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یک دم اس کے عقب سے کراہنے کی آواز ابھری تو وہ مڑا۔ہال میں موجود باقی مزدور بھی مشینوں کو چھوڑ کر اس مزدور کو دیکھنے لگے تھے جو زمین پر لیٹا ہوا تھا اور حمدان اس کے پیٹ پر لات مار رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو؟"آزان نے چیخ کر کہتے ہوئے حمدان کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے دھکیلا۔

"اس کی جرأت کیسے ہوئی مجھ سے بدتمیزی کرنے کی؟"کف اڑاتا حمدان غصے سے دھاڑا تھا۔"کیا احسان کرتا ہے یہ یہاں کام کر کے؟اس کی اتنی جرأت کہ یہ مجھے اتنی باتیں سنائے۔"

مزدور پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھے زمین پر دوھرا ہو رہا تھا۔

ہال میں موجود مزدوروں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔شاہ تاج کا بیٹا انہیں شاہ تاج کا پر تو لگ ہا تھا۔

"یہ فائرڈ ہے آج سے۔ہمیں مزدوروں کی کمی ہے کیا۔"

"ہاں ہے۔"آزان نے اس سے اونچی آواز میں کہا۔

حمدان اسے مارنے کے لیے ایک بار پھر آگے بڑھا تھا کہ آزان نے اسکے کندھے کو جھٹکا دیتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلا۔

حمدان کے بال بکھر کر آنکھوں پر آگئے تھے۔

"تم ایک بات یاد رکھنا یہ مزدور ہر مل،ہر فیکٹری کا بیک بون ہوتے ہیں۔اگر ہم اپنے ورکرز کو اچھا ماحول نہیں دینگے تو ہمیں پھل بھی کھانے کا حق نہیں ہے۔یہ جاب ان کی مجبوری ہے اور تم اس طرح مجبور انسان کو نہیں نکال سکتے۔اس نے ایسا غلط بھی کیا کہا ہے؟کتنے عرصے بعد آئے ہو تم یہاں؟شاید پہلی دفعہ۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس مزدور کو دو مزدور بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا رہے تھے۔باقی مزدور آزان کی اونچی آواز میں دھاڑ سن رہے تھے۔

"اور میری بھی کوتاہی ہے کہ میں پہلی دفعہ آیا ہوں یہاں۔اس نے کیا غلط کہا۔جب ہم بیمار ہوجائے تو آرام کرتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ میرے باپ کی فیکٹری ہے میری چھٹی کرنے پر تنخواہ نہیں کٹے گی پر یہ مل اس کے باپ کا نہیں ہے۔یہاں کے قوانین غریب کے لیے سخت ہیں کیونکہ وہ ایک میلا کچیلا معمولی ورکر ہے جو ہم پر احسان نہیں کر رہا۔اس کا ہاتھ جل جائے رس بناتے وقت تو خیر ہے کیونکہ وہ ہم پر احسان نہیں کر رہا۔"عین اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں آزان چبا چبا کر کہہ رہا تھا۔

حمدان مٹھیاں بھینچے کینہ توز نظروں سے آزان کو دیکھ رہاتھا۔مزدور گلابی آنکھوں میں آزان کے لیے پسند لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

آزان کے کندھوں کو جھٹکا دیتے ہوئے حمدان لمبے لمبے ڈگ بھرتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

آزان نے چند گہرے سانس بھر کر لہجے میں بشاشت بھرتے ہوئے ،تالی بجا کر اونچی آوازمیں کہا۔،"سب اپنے اپنے کاموں کی طرف متوجہ ہو۔"

مزدور تیزی سے اپنی مشینوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بھی بیرونی دروازے کی جاب بڑھا جب اس کی جینز کی جیب میں پڑا فون تھر تھرایا۔اس نے فون نکال کر نمبر دیکھا اور گہرا سانس بھر کر **'ہیلو'** کہتے ہوئے فون کان سے لگایا۔

"میں وانیہ۔"وانیہ کی جھجکتی ہوئی آواز آزان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"جی پہچان گیا ہوں آپ کا نمبر۔"اس نے قدم دروازے سے باہر بڑھائے تو تازہ ہوا اور دھوپ نے اس کا استقبال کیا۔

اندر کے اندھیرے کے بہ نسبت باہر دھوپ اور کھلی فضا نے اس کے عصاب پر اچھا اثر ڈالا تھا۔

"لگتا ہے حمدان کو کال کرنی تھی اور غلطی سے مجھے کال ملا دی۔"وانیہ کی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے آزان نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

بایاں ہاتھ جینز کی جیب میں ٹھنسائے وہ مٹی پر جوگرز رکھ رہا تھا۔

"آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گے۔آپ وعدے کے کچے نکلے۔"

"کس بارے میں بات کر رہی ہو؟"

"اس رات کے بارے میں جس دن میں آپ کے ساتھ آئی تھی۔"

"آئی سی۔"کنکر کو جوگر سے ٹھوکر مارتے ہوئے آزان نے سر ہلایا۔"میں نے وعدہ نبھایا ہے۔میں تو بھول بھی گیا تھا،ابھی تم نے خود ہی اس رات اور وعدے کا ذکر کیا ہے ورنہ میں بھول گیا تھا کہ تمہیں اپنی گاڑی میں لفٹ بھی دی تھی۔"آزان ہلکا سا مسکرایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا تو حمدان کو سب کیسے پتا لگا اور اس نے گھر آکر امی اور مقدس باجی کو بتایا۔"

"واٹ؟" آزان کو جیسے کرنٹ کا جھٹکا لگا۔"حمدان گھر آیا تھا اور اس نے یہ سب بتایا،سیریسلی؟"

آزان حیران پریشان گراؤنڈ کے وسط میں کھڑا کڑیوں سے کڑیاں ملا رہا تھا۔حمدان کا کچھ دنوں سے اس سے کھچا کھچا رہنا،پھر دریا خان تک خاموشی سے سفر کرنا اور ابھی کچھ دیر پہلے کا رویہ اور اسکا آزان کو سخت نظروں سے گھورنا۔وہ ماتھے پر ہاتھ رکھے دنگ کھڑا تھا۔

"جی بالکل۔وہ آپ کا دوست ہے اور آپ لوگوں کی دوستی کے بارے میں کون نہیں جانتا۔میں آئندہ آپ پر کبھی ٹرسٹ نہیں کروگی۔"وانیہ کے لہجے میں وعدہ نہ نبھانے کی شکایت تھی۔

"ایک منٹ۔میرے علاوہ اور کون کون جانتا ہے کہ تم واپسی پر میرے ساتھ آئی تھی؟آئی مین حمدان کو سب کس نے بتایا؟کیا کسی نے ہمیں ساتھ دیکھ لیا تھا یا تم نے خود ہی کسی ایسے شخص کو بتایا ہے جس پر تمہیں اعتماد تھا؟"آزان الجھا ہوا لگ رہا تھا۔

دوسری طرف خاموشی رہی۔

بہت دیر بعد وانیہ نے پست آواز میں کہا۔"بس آپ جانتے تھےاور کوئی نہیں۔"

اس کے لہجے میں کچھ تھا کہ آزان ٹھٹھکا تھا۔

"وانیہ آزان کچھ بھی ہو سکتا ہے زبان کا کچا نہیں۔تمہاری مرضی ہے اگر تم مجھ پر اعتبار نہیں کرنا چاہتی میں صفائیاں نہیں دونگا لیکن انسان اپنی صفات اور برائیوں سے واقف ہوتا ہے اور میں اپنی صفت جانتا ہوں۔آزان رزاق زبان کا پکا آدمی ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مضبوط لہجے میں کہتے ہوئے آزان نے فون کان سے ہٹایا۔دور نظر آتی آبادی پر نظر ڈالتے ہوئے وہ حمدان کے بارے میں سوچنے لگا۔حمدان پوزیسیو لڑکا تھا اور اس کی غلط فہمی دور کرنا آزان کے لیے ضروری ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

سبز بیلے چھت کو اس قدر جکڑ چکی تھی کہ چھت اب سبز آسمان نظر آنے لگا تھا۔کونے میں لٹکے پنجرے میں اب ایک نہیں دو سفید کوے تھے۔قد آدم کھڑکی کے سامنے کھڑی وہ کالے بادلوں سے ڈھکے آسمان پر سبز نگاہے جمائے ،موبائل ہونٹوں پر رکھے الجھ گئی تھی۔

اگر آزان نے نہیں بتایا اور اس نے بھی تو تیسرا کون تھا؟

شاہ تاج؟نہیں۔

اس نے اپنے خیال کی نفی کی۔

جو اتنا سب کچھ ہوجانے کے بعد اس سے نہیں ہٹی وہ کیسے اس پر شک کر سکتی ہے۔اگر وہ بری عورت ہوتی تو یونیورسٹی والا واقعہ سب کو بتاتی مگر آزان کا لہجہ۔۔۔وہ بھی تو جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔

ماتھے پر سوچوں کا جال بُنے وانیہ الجھی ہوئی نظر آرہی تھی۔

"یہ لو قہوہ۔"مائی داویکا کی آواز نے اسے چونکا دیا تھا۔

گرم بھاپ اڑاتا کپ اس کے آگے کیے مائی نے نرمی سے کہا۔سفید رنگ پر بنے زرد پھولوں والی لمبی سی فراک پہنے،سفید بالوں کو کھلا چھوڑے ،مائی روز بہ روز بوڑھی نظر آنے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وانیہ نے 'شکریہ 'کہہ کر کپ تھاما اور پیالے میں نظر آتے خون جیسے سرخ رنگ کے قہوے کو دیکھا۔

"یہ کیا ہے۔۔خون؟"وانیہ نے بد مزہ ہو کر پوچھا۔

"پیو گی؟"مائی کی جھریوں زدہ چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔گھٹنے پر ہاتھ کا دباؤ ڈالتی وہ موڑے پر بیٹھی۔

"استغفراللہ۔"وانیہ نے جھر جھر لی۔

"یہ کیا ہے؟"

"چکھو۔"مائی نے اپنے پیالے سے گھونٹ بھر کر کہا۔

وانیہ نے کپ لبوں کے نزدیک لاتے ہوئے چسکی بھری۔ہونٹ آپس میں مس کرتے ہوئے وہ ذائقہ پہچاننے لگی۔مائی جانچتی نظروں سے اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے خون نہیں ہے۔"وانیہ نے اعتراف کیا اور ایڑھیوں کے بل اوپر اٹھتے ہوئے سنگ مر مر کی سلیب پر بیٹھ گئی۔

"نیا ذائقہ ہے مگر اچھا ہے۔"

"یہ قیمتی جڑی بوٹیاں ہیں۔کسی زمانے میں اس کی چائے پی جاتی تھی تاکہ شادابی برقرار رہے۔وہاں کے لوگوں کی جلد کبھی بوڑھی نہیں ہوتی تھی۔"وہ گھٹنے پر ہاتھ رکھے کسی گہری سوچ میں بڑبڑا رہی تھی۔

"کہاں؟کونسے لوگ؟"

وانیہ کے سوال پر انہوں نے چونک کر وانیہ کو دیکھا اور مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مائی؟"کپ کو گود میں رکھتے ہوئے وانیہ الفاظ سوچنے لگی کہ وہ اپنامدعا کیسے بیان کرے۔

"آپ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میرے پاس طاقت ہے ماضی پرکھنے کا۔کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ میں کسی شخص کو جاننے کے لیے اس کا ماضی دیکھو یا وہ مخصوص حالت یاواقعہ جس کے بارے میں،میں جاننا چاہتی ہوں؟"

مائی آنکھیں سکیڑے اس کا سوال سمجھنے کی کوشش کررہی تھی"کیا مطلب؟"

"جیسے کہ میں نے وجیہہ کی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔حالانکہ وہ اسکا ماضی ہوگیا تھا اور میں نہیں جانتی وہ کیسے ہوا تھا۔"

"ہاں۔بالکل ایسا ہو سکتا ہے۔"

"مجھے ابھی سیکھنا ہے۔"وانیہ جوش سے کہتی ہوئی سلیب سے اتری۔

"چلو آؤ میرے پیچھے۔آج میں تمہیں اس کتاب سے متعارف کروا دوں۔"

گھٹنے پر دباؤ ڈالتے ہوئے وہ اٹھی۔

کپ میز پر رکھتے ہوئے وانیہ مائی کے پیچھے چل پڑی۔یہ ایک واحد حل تھا اپنے شک کو دور کرنے کا۔

☆☆☆☆☆☆☆

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دسمبر کے آخری دن چل رہے تھے۔سالِ نو کے آنے میں بس چند دن باقی تھے۔رات نہایت کالی اور زہر آلود محسوس ہورہی تھی۔گھروں کی پورچ سے نکلتی زرد روشنی بھی اس گلی کو روشن کرنے کے لیے ناکافی تھی۔عجیب پُر اسرا سی دھند چھائی ہوئی تھی۔زیرِ تعمیر گھروں میں ہو کاعالم تھا۔

گیٹ پر بجنے والی بیل نے اسٹڈی میں بیٹھے،عبدالعلی کو پریشان کر دیا تھا۔ان کو کل رات سے ہلکا بخار تھا۔گھڑی پر نظر ڈال کر وہ جی کڑا کرتے اٹھے۔رات کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔براؤن شال کو کندھوں پر پھیلاتے انہوں نے گیٹ کھولا اور آہستہ سے قدم باہر نکالے۔

امام صاحب کلف والی سفید شلوار قمیض پہنے سفید داڑھی میں انگلیوں سے کنگھی پھیرتے ہوئے ان کے منتظر تھے۔ان کے گردانسانوں کا جمگھٹا جمع تھا۔آج سے پہلے کبھی عبدالعلی صاحب کو انسانوں سے خوف نہیں آیا تھا جتنا آج محسوس ہو رہا تھا۔دس سالہ اویس آہستہ سے گیٹ کھول کر نانا کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا۔اونچے لمبے مردوں کے چہرے پر سجے سخت' پتھریلے تاثرات اور آنکھوں میں کینہ اویس کو اندر تک دہلا گیا تھا۔اس نے ان مردوں میں اس شناسا چہرے کو ڈھونڈنا چاہا۔

"تین ہفتیں ہوچکے ہیں۔ہر ہفتے تمہیں پیغام دیا جاتا ہے کہ اس محلے سے نکل جاؤ،اب ہمارا صبر جواب دے چکا ہے۔"امام صاحب نے ہاتھ پیچھے باندھتے ہوئے سخت آواز میں کہا۔

"بالکل۔"ان کے ساتھ کھڑے ہجوم نےامام صاحب کی تائید کی۔

آس پاس کے گھروں کی چھتیں محلے کی گلی میں کھڑے ہجوم کو دیکھ کر بھرنا شروع ہوگئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"عبدالعلی صاحب نے سوکھتے گلے کو تر کرنے کے لیے وقفہ لیا۔"میں آپ کے پاس مسجد آجاؤ گا کچھ دنوں میں۔"

انہیں نہایت کمزوری محسوس ہونا شروع ہوگئی تھی۔جسم آگ کے شعلوں پر جیسے دہک رہا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے مسجد آنے کی۔بہت ڈھونگ رچا لیا۔ایسا شخص جو ہمارے نبی ﷺ کو آخری رسول نہ مانے اس سے ہم کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتے نہ ہی اتنی پاک جگہ پر اس کی جگہ بنتی ہے۔"

امام صاحب کے الفاظ نے جہاں عبدالعلی کا دل چیرا تھا وہی اویس بھی تڑپ گیا تھا۔

عبدالعلی نے نقاہت سے سر اٹھا کر چھتوں پر کھڑی خواتین اور مردوں کو دیکھا۔

"کیا یہاں سب آنکھیں اور کان بند کیے بیٹھے ہیں؟"انہوں نے بلند آواز میں سوال پوچھا۔

ہجوم سر جھٹک کر انہیں دیکھ رہے تھے جن کے چہرے سے ہی نقاہت واضع تھی۔

"کسی کی بے بنیاد بے پُرکی پر کیسے یقین کر سکتے ہیں آپ سب؟میرا کوئی گواہ نہیں سوائے اللہ کے ۔اگر آپ سب کو میری نمازیں یا مسجد جانا ڈھونگ لگتا ہے تو میں اللہ کے علاوہ اور کسی کو گواہ نہیں کہہ سکتا۔"

"اور وہ جو تمہاری بیٹی یونیورسٹی میں باتیں پھیلاتی تھی ،ہماری بیٹیوں کا دماغ اسلام کے خلاف کرنا چاہتی تھی اس کے بارے میں کیا کہوگے؟کیا وہ تمہاری بیٹی نہیں تھی جو تمہارے دین کی کتاب اپنی یونیورسٹی لے کر گئی تھی اور اسی معاملے پر وہاں ان کی لڑائی بھی ہو گئی تھی؟"امام صاحب کے ساتھ آئے ٹولے میں کھڑے مسے والے نے سوال داغہ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عبد العلی نے ٹھٹک کر اس مسے والے اور پھر امام صاحب کو دیکھا تھا۔اتنی پُرانی بات انہیں کیسے معلوم ہے؟جبکہ وہ کتاب ان کی بیٹی نے اس لیے خریدی تھی کہ انہیں ایم فل کی تھیسیز کے لیے اسٹڈی کرنی تھی۔انکی بیٹی نے مختلف مذاہب کی مقدس کتابیں لی تھیں صرف اس مخصوص کتاب کو نشانہ بنا کر عبد العلی کے لیے مسئلہ کیوں بنایا جا رہا تھا۔

"آپ کیسے جانتے ہیں؟"ان کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی سی لرزش ہو رہی تھی۔

اویس اس آدمی کو دیکھے جا رہا تھا جو اس ملاقات کے بعد اکثر اس سے مل کر اس کی مدد کرنے کی تسلی دیا کرتا تھا۔

"یہ اہم نہیں ہے کہ ہم کیسے جانتے ہیں پر آپکا چہرہ یہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ شرافت صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔"امام صاحب نے مسے والے کی حمایت کی۔

"ایک کتاب لے جانے سے میں کیسے احمدی ہو گیا میری سمجھ سے تو یہ بالاتر ہے۔اسلام نے کب ہمیں اندھا ہونے کو کہا ہے۔"ان کا سانس پھولنے لگا تھا۔

"چھوڑو یہ فضول کے بحث۔"امام صاحب نے جھلا کر کہتے ہوئے ان کی بات کاٹی "خود خالی کروگے یہ گھر یا ہم سامان پھینکوائیں؟"امام صاحب نے دھاڑتے ہوئے ان سے سوال پوچھا۔

"کیوں خالی کروں میں؟ایک غلط الزام،بہتان نے مجھ پر زمین تنگ کر دی ہے۔اسلام میں کب کہا گیا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو چین سے جینے نہ دو۔اگر جہاد کا اتنا شوق ہے تو نہتے انسان کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خلاف کیوں نکلے ہو؟اسلام کی خدمت کا اتنا جذبہ ہے تو امریکہ جاؤ جہاں قوم کی بیٹی کتنے سالوں سے قید ہے۔جھوٹ الزام لگانے والوں ۔،اللہ سے ڈرو۔بہتان کی بہت بڑی سزا ہو گی اللہ کے ہاں۔"

عبدالعلی پھٹ پڑے تھے مگر وہاں کھڑے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا تھا۔وہ اب کسی سچ پر یقین نہیں کرنا چاہتے تھے۔شیطان ان کے دائیں بائیں سے حملے کرتا ہوا انکا دل عبدالعلی کے لیے سخت کر چکا تھا۔

"زیادہ علم نہ جھاڑو۔ہم تمہیں یہاں برداشت نہیں کر سکتے،ہمیں خوف ہے کہ تمہاری بیٹی ہماری بیٹیوں کو گمراہ نہ کر دے۔آپ کی بیٹی کی زبان میں کافی تاثیر ہے دوسروں کو قابو کرنے کی۔"اس مسے والے آدمی نے مزید تیل کا ڈرم آگ کے شعلوں پر ڈالا۔

"منہ بند کرو۔اللہ تمہار سخت حساب لے۔"عبدالعلی صاحب نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے زخمی لہجے میں کہا۔

"اتنا ایمان کمزور ہے تم سب کا کہ زبان کی تاثیر دین کے علم پر بھاری ہو جائے گی؟میں کیا اب قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھاؤ کہ میں سچا ہوں،میں سچا ہوں۔میں مسلمان ہوں۔"عبد العلی صاحب کو اپنا جسم دہکتے ہوئے کوئلوں پر محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا تمہارے پاس قرآن ہے؟"امام صاحب کے ساتھ کھڑے ہجوم میں سے ایک شخص نے طنزاً پوچھا۔

"یہ کیا بات کردی آپ نے۔میرے گھر میں اللہ کی کتاب پڑھی جاتی ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا تو لائیے۔قسم کھائیے کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر عذاب اترے اور اگر ہم سچے ہیں تو آپ پر اللہ کا قہر برسے۔"امام صاحب طنزیہ مسکرا دیے۔

اسی ہمدرد شخص نے ہلکی سی مسکان اور آنکھوں کے اشارے کے ساتھ اویس کو دیکھا۔

"نانا ابو میں کتاب لاتا ہوں۔"

اویس کی آواز پر انہوں نے چونک کر اپنے پیٹ تک آتے اویس کو دیکھا جو رکے بغیر گھر کے اندر گیا تھا۔

("وہ کتاب یاد ہے بچے؟"

"جی۔"اویس نے اثبات میں سر ہلای۔۔)

اویس اپنے کمرے میں بیڈ کے نیچے گھسا اور ٹب سے نیلے رنگ کے لحاف میں لپٹی کتاب نکالنے لگا۔

("اسے حفاظت سے رکھا ہے؟"وہ شخص اکثر آکر اس کتاب کے بارے میں پوچھا کرتا تھا۔

اویس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔)

اویس نیلے لحاف کی کتاب سینے سے لگائے بیرونی دروازے کی جانب بڑھا۔

("اگر تم سے کتاب لانے کو کہا جائے تو یہ کتاب لانا۔یہ تمہیں ہر مسئلے سے نکالے گا۔۔")

اویس کی آنکھوں کی جوت چمک رہی تھی۔اس نے گیٹ سے باہر قدم نکالا ، سیدھا اسی شخص کے پاس گیا اور کتاب اس کی طرف بڑھائی۔اس شخص نے گھبرا کر امام صاحب اور پھر اویس کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دیکھا۔خود کو سنبھالتے ہوئے انہوں نے کتاب تھامی اور ساتھ کھڑے شخص کی طرف بڑھائی۔ساتھ کھڑے شخص نے اپنے ساتھ کھڑے شخص کی طرف کتاب بڑھائی۔عبد العلی صاحب آنکھیں چھوٹی کیے اس کتاب کے لحاف کو دیکھ رہے تھے۔

کتاب جاتے جاتے اس مسے والے شخص کے پاس پہنچا۔

اس نے لحاف ہٹا کر کتاب کا ورق دیکھا۔اردو خطاطی میں **'قرآن مجید'** لکھا گیا تھا۔امام صاحب کے چہرے سے پشیمانی جھلکنے لگی تھی۔ساتھ کھڑے افراد ایک دوسرے کے کندھوں سے سر اونچا کرتے کتاب کا ورق دیکھنے لگے تھے۔عبد العلی صاحب کے چہرے پر طمانیت اتر آئی تھی۔

امام صاحب نے ہاتھ بڑھا کر کتاب تھامی اور ورق گردانی کرنے لگے۔جیسے جیسے صفحہ آگے کرتے ان کے ماتھے کے بلو میں اضافہ ہونے لگتا۔امام صاحب کے قریب کھڑے افراد کے منہ حیرت سے کھلنے لگے۔عبد العلی صاحب بغور سب کے تاثرات دیکھ رہے تھے۔اویس بھی کچھ پریشان سا کھڑا سب کو دیکھ رہا تھا۔

"اس کو آپ قرآن کہتے ہیں؟"امام صاحب دھاڑے تھے۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"عبد العلی صاحب نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"دیکھیے زرا،دیکھیے۔"انہوں نے کتاب عبد العلی کی طرف بڑھائی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہوں نے لرزتے ہاتھوں سے کتاب تھامی اور جیسے جیسے صفحہ آگے کرتے ان کے ماتھے کے بل ڈھیلے ہونے لگے۔چہرے کا رنگ زردی مائل ہونے لگا تھا۔گردن کے گرد پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگی۔یہ کتاب قرآن نہیں تھی۔

"اور کیا ثبوت رہ گیا ہے؟آپ کو تو جھوٹ کی سزا ملنی چاہیے،آپ ڈھونگ رچاتے رہے۔ہمارے جیسا دین پر چلنے کا ڈھونگ رچا کر ہمیں بیوقوف بناتے رہے۔آپ پر تو فراڈ کا پرچہ کٹنا چاہیے۔"امام صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کا گلہ دبا دیں۔

"میں نہیں جانتا یہ۔۔یہ کیسے آئی۔"عبد العلی صاحب ہکلائے تھے۔انہیں صحیح معنوں میں خطرے کی گھنٹیاں آس پاس بجنا دکھائی دینے لگی تھی۔

"آپ پھر جھوٹ بول رہے ہیں۔نکلیے یہاں سے۔"امام صاحب کے قریب کھڑے لوگوں نے امام صاحب کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔

"میں اس وقت۔۔۔"وہ بات مکمل نہیں کر پائے تھے۔

ہجوم طیش میں گالیاں بکتا گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔عبدالعلی صاحب دانت پر دانت جمائے پوری طاقت لگاتے ہوئے بڑھتے ہجوم کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے لگے مگر وہ اتنے ہجوم کا مقابلہ نہیں کر سکے تھے۔تھپڑ کھاتے وہ پیچھے ہٹ جاتے مگر ہمت ہارے بغیر وہ پھر سے آگے بڑھتے۔اس گھر میں دو عورتیں تھیں اور وہ چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے اندر بڑھ رہے تھے۔

اویس بھی بڑھتے ہجوم میں گرتا پڑتا گھر میں داخل ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لوگوں کے دھکے کھاتا اپنی جگہ بناتا وہ اس شخص کی طرف بڑھا تھا جو اسیگرٹ سلگائے پورچ میں ، گاڑی کے قریب ایک کونے میں کھڑا کش لے رہا تھا۔

"انکل۔آپ۔۔۔"وہ پھولے تنفس کے ساتھ اس شخص کا دامن پکڑے کھڑا تھا،"کہا تھا کہ یہ۔۔۔کتاب مدد کرے گی۔"

"کیا واقعی؟"وہ شخص طنزیہ ہنسا تھا۔دونوں گھٹنوں پر ہاتھوں کی ہتھیلیاں جماتا وہ جھکا تھا۔"کیا میں تمہیں جانتاہوں؟"

اویس کا جسم برف ہونے لگا تھا۔اس شخص کی سرخ آنکھیں شیطان کی مانند لگی تھی۔اس کی کان میں نانی اور خالہ کی چیخوں کی آوازیں آنے لگی۔

"خوف کرو کچھ۔کیسے تم لوگوں عورتوں سے بھرے گھر میں گھس سکتے ہو،کیا تم لوگوں کی عورتیں نہیں ہیں؟"ہونٹ سے بہتے خون کو صاف کرتے ہوئے عبد العلی صاحب نحیف آواز میں کہتے لاؤنج تک بمشکل پہنچے تھے۔

لوگوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئےوہ لاؤنج میں پھٹی پھٹی آنکھیں لیے کھڑے تھے۔ہجوم کم بھیڑیے کونے میں کھڑی سہمی ہوئی عورتوں کا لحاظ بھلائے گھر کا سامان پھینک رہے تھے۔قیمتی اشیا لوٹ رہے تھے،عبدالعلی کو گالیاں بک رہے تھے۔وہ حق دق کھڑے اپنے گھر کو لٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔عجیب بے بسی کے عالم میں انکی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا تھا۔لب بے آواز پھڑ پھڑائے،کاش وہ اتنی ذلت سے پہلے مر جاتے۔،بخار اب پہلے سے زیادہ محسوس ہونے لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھر کا شیرازہ بکھیرنے کے بعد،دو گھنٹے کا ٹائم دیتا ہجوم،اب گھر سے باہر نکل رہا تھا۔اویس پورچ کے کونے میں کھڑا خوف سے لرز رہا تھا۔گاڑی کے نیچے عجیب سے مائع کا رنگ پھیل رہا تھا،اس کی بڑی شدید بو تھی۔

کونے میں آنسو بہاتے وہ چہرہ جھکائے کھڑا،حقارت سے پورچ کی زمین پر تھوکتے لوگوں کو گھر سے نکلتا دیکھ رہا تھا۔

اسگیرٹ انگلیوں میں تھامے وہ شخص اویس کے قریب آیا۔"نانا سے کہنا اپنی جان کے دشمن وہ خود بنے ہیں۔انکی قیمتی چیز میرے پاس ہے اب۔"

اویس کا سر تھپتھپا کر وہ مسکرایا اور گیٹ کے قریب پہنچ کر اسگیرٹ گاڑی کے پاس اچھال کر تیزی سے گیٹ سے باہر نکل گیا۔

اویس آنسو پونچھتا دروازے کو عبور کر کے لاؤنج کی طرف آیا۔صوفے'میز'فریمز ہر چیز ٹوٹی'بکھری پڑی ہوئی تھی۔نانی اور خالہ آنسو بہاتے ہوئے عبد العلی کے پاس فرش پر بیٹھے ہوئے تھے جو دیوار سے سر کی پشت لگائے ویران نظروں سے خالی دیواروں کو تک رہے تھے۔

"ظالم میرا زیور لے گئے۔پیسہ بھی۔کچھ نے تو ٹونٹیاں بھی توڑ کر جیب میں رکھ لی تھی۔وہ بس لوٹ مار کرنے آئے تھے۔"عبد العلی صاحب کی بیوی سر تھامے زارو قطار روتے ہوئے بولی تھی۔

"نانا۔"اویس نانا کے قریب آیا۔

پیٹرول کی دھار پھیلتی جا رہی تھی۔جلتی اسگیرٹ اور پیٹرول کی دھار میں فاصلہ کم رہ گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکے پاس کیا قیمتی تھا؟"

عبدالعلی صاحب بدستور خاموش بیٹھے رہے۔ان کی بیوی منہ پر ہاتھ رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"وہ انکل کہہ رہے تھے آپ کی قیمتی چیز اب انکے پاس ہے۔"اویس نے دھیمی آواز میں کہا۔

قیمتی چیز؟عبدالعلی نے خالی ذہن پر زور ڈالا۔

"میں شرمندہ ہوں نانا۔میری وجہ سے ہوا نا سب؟"اویس نانا کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا۔

عبدالعلی نے آہستہ سے نظریں موڑ کر پیروں کے قریب بیٹھے شرمندہ سے اویس کو دیکھا۔قیمتی چیز؟عزت؟میری بیٹی؟میرے بچے؟

ان کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا۔یا فائلز؟

انہوں نے جھٹکے سے دیوار سے ٹیک ہٹالی تھی۔ان کی بیٹی اور بیوی نے خوفزدہ ہو کر عبدالعلی کو دیکھا۔

"قیمتی چیز۔۔فائل۔"وہ بڑبڑائے تھے۔

انہوں نے آنکھیں میچ لی۔اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتے تھے وہ؟فائلز گاڑی میں بھول آئے،مگر اس شخص کو کیسے معلوم ہوا کہ فائلز گاڑی میں ہیں؟

وہ جھٹکے سے اٹھے تھے اور تیزی سے پورچ کی طرف بڑھے تھے کے زور دار دھماکے سے لاؤنج کی کھڑکیاں ٹوٹی تھی۔آگ کا شعلہ پانی کے ریلے کی طرح گھر کے اندر داخل ہو کر ہر چیز کو نگل رہاتھا۔انسانی دلخراش چیخے پورے محلے نے سنی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

☆☆☆☆☆☆☆

سفید شلوار قمیض پر براؤن کوٹ پہنے ،بالوں کو جیل سے ایک طرف جمائے،پشاوری کھیڑیاں پہنے،دائیں ہاتھ میں مہنگی گھڑی اور برانڈڈ پرفیوم لگائے ضرار مہندی کے فنکشن میں دلہے سے زیادہ توجہ سمیٹ رہا تھا۔جسے ٹی وی پر دیکھتے آئے ہو اسے سامنے دیکھ کر مہندی کی تقریب میں موجود مہمان خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔لڑکیوں کی مائیں بیٹیوں کو لیے ضرار سے گفتگو کرنے لگ جاتی تھی۔وہ ازلی بے نیازی کے ساتھ اسٹیج کے قریب رکھے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بور سا بیٹھا تھا۔

فائقہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے دل سے خوش لگ رہی تھی۔آج ان کے دونوں بیٹے ان کے پاس تھے۔انہیں پتا تھا کہ ضرار ان کا کہا نہیں ٹالے گا اور آج وہ مارے باندھے خضر کے مہندی کے فنکشن میں بیٹھا تھا۔

اس تقریب سے دور **'پرائم نیوز'** کے اسٹوڈیو میں ساڑے نو بجے کا خبر نامہ چل رہا تھا۔منتہا ڈینم شرٹ اور سفید جینز پر بالوں کا ہاف جوڑا بنائے،کنٹرول روم میں بیٹھی تیز تیز ہاتھ چلا رہی تھی۔یشفین چپس منہ میں ڈالتے ہوئے منتہا کے قریب میز کے کونے پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میرے کانوں میں شڑپ شڑپ نہ کرو۔"پین کاغذ پر پٹخ کر منتہا نے جھنجھلائے انداز میں یشفین کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تو کیا کروں جب ٹینشن ہوتی ہے تو میں زیادہ کھاتی ہوں۔"یشفین نے معصوم سا منہ بنا کر چپس سے ہاتھ روکے اور چپس کا پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"لو تم بھی کھاؤ۔"

"نہیں کھانا۔ٹینشن میں مجھ سے کچھ نہیں کھایا جاتا۔"منتہا نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

یشفین نے کندھے اچکا کر پھر سے چپس سے منہ بھرنا شروع کیا۔

"یار میں تھک گئی ہوں۔"منتہا نے بیچارگی سے یشفین کو دیکھا"دس بجے کے شو میں آدھا گھنٹہ رہ گیاہے اور یہ فائل سر نے اب دی ہے کہ میں اس میں اہم انفارمیشن کی کانٹی چھانٹی کروں اور پھر فوٹو کاپی کے لیے دوں۔دس بجے تک تین کاپیاں تیار ہو شو کے مہمانوں کے لیے،واہ۔"منتہا نے جھنجھلاتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"اب یہ تو تمہاری جاب میں لکھا تھا نا کہ تمہیں اینکر کی ریسرچ میں ہیلپ کرنی ہے۔میں کیا ہیلپ کروں؟"

"تم چپس کھا لو۔"منتہا نے طنز کرتے ہوئے ہونہہ کیا اور کاغذ پر جھکی۔

کنٹرول روم کے باہر راہداری میں بھاگنے کی آوازوں نے کنٹرول روم میں بیٹھے تمام افراد کی توجہ اپنی طرف کھینچی تھی۔

پین میز پر رکھتے ہوئے منتہا فوراً سے اٹھی۔یشفین بھی چپس کا پیکٹ میز پر رکھتے ہوئے راہداری کی طرف بڑھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

راہداری میں لڑکے مائیک اور کیمرہ پکڑے بھاگ رہے تھے۔پروڈیوسر صاحب بھی پریشان سے کھڑے لڑکوں کو تیز تیز نکلنے کی ہدایت دے رہے تھے۔

"کیا ہوا،سر؟"یشفین نے کنٹرول روم کے دروازے کے ساتھ کھڑے ہو کر،دور سے اونچی آواز میں پوچھتے ہوئے پروڈیوسر صاحب کی توجہ کھینچ لی تھی۔

"آگ لگ گئی ہے نیب کے ایک عہدے دار کے گھر پر۔آگ نے پورے گھر کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔"

پرودیوسر صاحب نے اونچی میں کہا تھا۔

"جلدی،جلدی۔ڈی ایس این جیز باہر تیار ہیں۔وہاں پہنچتے ہی رپورٹنگ شروع کر دینا۔یشفین ٹی وی پر آگ کی خبر چلوا دو۔ہری اپ ،بوائز۔"وہ تالی بجاتے ہوئے ایک ساتھ کئی افراد کو ہدایات جاری کر رہے تھے۔

یشفین سر ہلا کر کنٹرول روم کی طرف بڑھی۔

"میں بھی جاؤں گی۔"راہداری میں ان لڑکوں کے پیچھے جاتے ہوئے منتہا نے پروڈیوسر کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کے پروڈیوسر صاحب اسے روکتے،وہ بنا سنے آگے بڑھ گئی۔

اسٹیج پر جھل ملاتالباس پہنے لڑکیاں اسپیکر سے ابھرتے میوزک پر تھرک رہی تھی۔ضرار گاہے بگاہے گھڑی پر نظر ڈالتا۔دس بجنے میں کچھ وقت باقی تھا۔اس نے سوچ لیا تھا وہ ٹھیک دس بجے اٹھے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گا۔بیزار شکل بنائے وہ خضر کی طرف دیکھنے لگا جو ہونٹ بھینچے، آنکھوں سے شعلے نکالتا اسے گھور رہا تھا کہ دلہا وہ تھا مگر اہمیت ضرار کو مل رہی تھی۔ضرار نے محضوظ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا اور بے آواز ہونٹ ہلاتا کہنے لگا۔

"تم نے مجھے بلایا ہے۔"مسکرا کر بے آواز کہتے اس نے دائیں آنکھ دبائی تھی۔

خضر نے لب بھینچ کر نظریں پھیر دی۔

ضرار کے جیب میں پڑا فون تھر تھرانے لگا۔فون جیب سے نکالا تو'**آفس کالنگ**' آرہا تھا۔

فون اٹھاتاوہ اٹھا اور خالی گوشے کو تلاشنے لگا۔

"ضرار نیب کے کے ایک عہدے دار کے گھر آگ لگ گئی ہے۔"

"کیا؟"ضرار دوسرے کان پر ہاتھ رکھتا ان کی بات سمجھنے کی کوشش کرہا تھا۔

اسپیکرپر بجتے میوزک کی آواز اتنی بلند تھی کہ ضرار ہال کا دروازہ کھول کر لابی کی طرف چلا آیا۔

"دوبارہ کہیے اندرشور تھا۔"

"آگ لگ گئی ہے۔"

وہ شخص آگے بھی تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا اور ضرار ماتھے پر بل ڈالے پارکنگ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دریا خان کے آسمان پر تارے چاندی کے ننھے ننھے ٹکڑے کی مانند نظر آرہے تھے۔چاند ننھی سی لکیر کی طرح نمودار تھا۔ہوا میں خنکی کا عنصر نمایاں تھا۔

آزان کندھوں پر شال لپیٹے ہیٹر کے پاس ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے،کاؤچ پر بیٹھا انگریزی ناول کا مطالعہ کر رہا تھا۔صفحہ پلٹتے ہوئے اس کی نگاہ کھڑکی سے حمدان کی نظر آتی پشت پر پڑی۔حمدان بھورے رنگ کی شال لپیٹے ،گیلری میں فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔

"نہیں میں ناراض نہیں ہوں۔"ٹھنڈی ریلنگ پر انگلیاں پھیرتے ہوئے حمدان نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اس کی نرم سی آواز سن کر حمدان بھولنے لگا تھا کہ وہ وانیہ کے ساتھ کیا کر کے آیا تھا۔وہ قصور وار تھا یا وانیہ۔وہ کچھ بھی نہیں یاد رکھنا چاہ رہا تھا۔وانیہ کی نرم سی آواز اس کے اعصاب پر اچھا اثرڈال رہی تھی۔

"مگر میں ہوں۔"وانیہ کی شکوہ کرتی آواز گونجی۔

"کیوں؟"

"آپ اس دن کیسے جرح کرنے گھر پہنچ گئے تھے۔مجھ سے ڈائریکٹ بات بھی کر سکتے تھے۔"

"کالز کی تھی کیا تم نے فون اٹھایا؟"

"میرا فون گم ہو گیا تھا۔خیر کیا خالہ امی نے آپ کو سب بتا دیا؟"

"کیا؟"حمدان کی ریلنگ پر چلتی انگلی تھمی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وانیہ کے دل کو دھکا لگا۔انہوں نے یقین دلایا تھا وانیہ کو کہ حمدان کی غلط فہمی دور کر دیگی مگر حمدان تو کچھ جانتا ہی نہیں ہے۔

"یہیں کہ میں یونیورسٹی ہی جاتی تھی۔مجھے اصولاً آپ کو ایکس پلینیشن دینی تو نہیں چاہیے۔منتہا آپی کہتی ہیں کہ جو آپ سے محبت کرتا ہے اسے توجیہات دینی کی ضرورت نہیں پڑھتی لیکن چونکہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ مجھے کوئی غلط سمجھے تو اسی لیے میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں کوئی غلط کام نہیں کرتی۔خالہ امی سے میں سب کچھ شئیر کرتی ہوں،آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔"

حمدان خاموشی سے سامنے نظر آتے چھوٹے چھوٹے مکانات کو دیکھتا اسے سن رہا تھا۔

"مجھے اچھا نہیں لگا تھا اور غصہ بھی تھا۔یہ جاننا کہ تم یونیورسٹی نہیں جاتی اور بی بی سے معلوم ہوا کہ تم انہیں یونیورسٹی کا بتا کر جاتی ہو،مجھے غصہ دلا گیا تھا۔یہ جاننا میرا حق تھا کہ پھر تم کہاں جاتی ہو۔"حمدان دھیمے لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا۔

ٹھنڈ کی پرواہ کیے بغیر وہ گیلری میں کھڑا تھا۔

"آپ کا حق کیسے تھا؟"

"کیا مجھے صاف لفظوں میں بتانا پڑے گا یا تم سمجھ گئی ہو صرف میرے منہ سے سننا چاہتی ہو۔"حمدان نے شرارتاً کہا۔

وانیہ کی طرف سے اسے خاموشی سننے کو ملی تو حمدان مسکرا دیا۔

"یہاں سے کیا لاؤں تمہارے لیے؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہاں کی کیا سوغات ہیں؟"

"مجھے کیا پتا۔لندن یا امریکہ کی سوغات تو میں جانتا ہوں۔دریا خان کی اسپیشیلٹی تو پوچھنی پڑے گی۔"سوچنے کے سے انداز میں منہ پر انگلی رکھے وہ آسمان کو دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے جو اچھا لگے وہ لایئے گا۔"

حمدان کچھ اور بھی کہنے لگا تھا کہ وانیہ نے فون بند کر دیا۔

حمدان نے حیرانی سے فون کو دیکھا اور کندھے اچکاتا گیلری کے دروازے کی طرف بڑھا۔

آزان انگلی کو تھوک سے تر کرکے صفحہ پلٹنے لگا تھا کہ دروازہ کھلنے پر نظریں ترچھی کر کے آنے والے کو دیکھا۔حمدان سنجیدہ تاثرات لیے اندر داخل ہوا۔ٹھنڈ کے باعث اس کی ناک سرخ ہورہی تھی۔

"ناراض ہو؟"آزان نے کتاب بند کر کے گود میں رکھی اور چہرہ اٹھا کر حمدان کو دیکھا جوزرافاصلے پر رک گیا تھا۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے؟"حمدان کی سنہری آنکھوں میں چبھن تھی۔"تم تو ورکرز کے سامنے ہیرو بن گئے۔"

"حمدان کیا غلط بات کی تھی میں نے۔دیکھو ہمیں Capitalist نہیں بننا۔ہمیں اس کلاس ڈیفرنس اور لیبر/اونر والے کمپلیکس چیزوں سے نا صرف خود نکلنا ہے بلکہ دوسروں کو بھی نکالنا ہے۔"آزان نے رسان سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہیٹر میں آگ کے شعلے مدھم پڑنے لگے تھے۔حمدان آگے بڑھا اور کرسی کھینچتے ہوئے عین آزان کے سامنے رکھ دی۔آزان کی بھوری آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھے وہ گھٹنوں پر دونوں کہنیاں رکھتا بیٹھ گیا۔

"یہ لیبر/اونر کے مسائل کبھی بھی ہمارے معاشرے سے ختم نہیں ہو سکتے تمہیں یہ مان لینا چاہیے۔ویک اپ۔"

"مجھے بادشاہی میں کوئی مزہ نہیں آتا۔میں کبھی بھی یہ نہیں چاہونگا کہ اگر مجھے پچاس فیصد کا پرافٹ ہو تو میرے لیبر کو اس کا آدھا حصہ بھی نہ ملے۔آخر کو انہی کی محنت کا پھل کھاتے ہیں تو مزدور کو اپریشیٹ کرنے میں کیا حرج ہے۔مجھے تو آج مزدوروں کی کہانیوں نے ہلا کر رکھ دیا۔میں نہیں جانتا تھا کہ ہماری کمپنی پالیسز اس قدر سخت ہیں ورکرز کے لیے۔اتنے ٹف ماحول میں کام کرتے ہیں وہ لوگ تو بونس تو ڈیزرو کرتے ہی ہیں۔مالک کے دو شاباشی کے لفظ تو ان کا حق ہے۔"

حمدان ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آزان کو دیکھ رہا تھا۔

"ورکرز کو سر پر بٹھا لیں۔واہ۔نکل آؤ اس خواب سے آزان کیونکہ دنیا کا ہر کاروبار ایسے ہی چلتا ہے۔فیس بک کا بانی بھی اب اپنے ورکرز کی محنت کھاتا ہو گا۔ہمارے باپ داد انے اس کمپنی میں جتنی محنت کرنی تھی کر لی اور اسے اٹھایا کہ آج ہم وہ واحد مل ہیں جو اپنے گنے سے رس نکالتا ہے۔ہمارا وقت پھل کھانے کا ہے اور اگر تمہیں اتنا غم ہے لیبرز کا تو اپنی کمپنی قائم کرو اور اس میں کیپیٹلسٹ رواج کو توڑ کر دنیا والوں کے لیے نیا نظام لے کر آؤ۔ Be the first to bring the change"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حمدان کہتے ہوئے اٹھا اور آزان کے کندھے کے قریب کھڑا ہو گیا" "or live in a reverie

حمدان نے اس کا کندھا تھپکا اور آگے بڑھ گیا۔آزان اسپاٹ سا بیٹھا اس کے ٹھنڈے ہاتھ کا لمس اپنے کندھے پر محسوس کر رہا تھا۔ہیٹر کے آگ کے شعلے کب کے تھم چکے تھے جسے سن بیٹھا آزان محسوس نہیں کر پایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

آگ کے شعلے پورے گھر کو لپیٹ میں لے چکا تھا۔گھر کے افراد کی چیخے محلے میں جمع جمگھٹے نے سن لی تھی مگر کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا کہ آگ کو بجھانے کی سعی کرتا۔کالا دھواں آسمان تک پہنچ رہا تھا۔آگ کے باعث حبس اور گرمی کی شدت سردی کو کاٹ رہی تھی۔

ڈی ایس این جی سے اتر کر منتہا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اسے ہمیشہ سے آگ کی موت سے خوف آتا تھا۔آج وہ اپنے سامنے گھر کو آگ کے شعلوں میں جلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔کالا دھواں اطراف کو دھند کی صورت دھندلا رہا تھا۔منتہا کا پہلا دھیان گھر والوں کی طرف گیا۔وہ تقریباً دوڑتے ہوئے ہجوم کی طرف بڑھی جو بے حسی کی تصویر بنے آگ میں جلتے گھر کو دیکھ رہے تھے،کچھ لوگ کیمرے نکالے ویڈیوز بنارہے تھے۔مختلف چینلز کے رپورٹرز مائیک پکڑے لائیو رپورٹنگ کر رہے تھے۔

منتہا ہجوم میں جگہ بناتی پھولے تنفس کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔

"یہ آگ کیس لگی؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پھولے تنفس کے ساتھ اس نے ایک ادھیڑ عمر شخص کے قریب رکتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ کا عذاب پڑا ہے ان پر۔"انہوں نے آگ کے شعلوں کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

منتہا نے خوفزدہ ہو کر آگ کے شعلوں کو دیکھا جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے جہنم کی آگ دہک رہی ہو۔منتہا کا گلہ سوکھنے لگا۔

"پانی۔۔۔پانی پھینکو کوئی۔آگ کیوں نہیں بجھا رہے سب؟کیوں خاموش تماشائی بنے ہو۔"منتہا پیشانی کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے اسی شخص سے مخاطب ہوئی۔

اس شخص نے ایک نظر منتہا کو دیکھا اور بغیر کچھ کہےلوگوں کو دھکا دیتے آگے بڑھا۔

منتہا ترچھی ہو کر آگے بڑھنے لگی کہ اس کی نظر ایک دوسرے چینل کی خاتون رپورٹر پر پڑی جو فون کان سے لگائے اور دوسرے ہاتھ میں مائیک پکڑے کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔ہجوم میں جگہ بناتے وہ اس خاتون کی جانب بڑھی۔

"سنو۔یہ آگ کب سے لگی ہے؟اندر لوگوں کا کیا حال ہو گا؟ یہ سب خاموش کیوں کھڑے ہیں؟فائر بریگیڈ کو بلایا ہے؟"آنکھوں کے سامنے ہاتھ جھلاتے ہوئے منتہا کھانسنے لگی۔

دھوئیں کے باعث اس کی آنکھوں میں پانی آنے لگا تھا۔

"ہمارے لڑکے گئے ہیں پانی لانے۔"خاتون رپورٹر نے شور کے باعث اونچی آواز میں اسے جواب دیا اور فون کان سے ہٹایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"فائر بریگیڈ کو بھی کال کی ہے۔اس آگ کو لگے ڈیڑھ گھنٹہ بیت چکا ہے۔نجانے اندر لوگوں کا کیا حال ہوا ہو گا۔"انہوں نے افسوس سے کہا۔

"تو۔۔۔"منتہا منہ پر ہاتھ رکھے کھانسنے لگی۔شور اس قدر تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

"یہ سب خاموش کیوں کھڑے ہیں؟کسی نے مدد کیوں نہیں کی؟"

"کیونکہ ان کی نظر میں اس گھر پر اللہ کا عذاب پڑا ہے۔محلے والوں کا کہنا کہ یہاں وہ لوگ رہتے تھے جو توہینِ رسالت کے مرتکب تھے۔اس لیے کوئی بھی ان گناہ گاروں کی مدد نہیں کریگا۔"

منتہا کا دل بھرنے لگا۔اس کے نتھنوں سے دھواں اور آگ میں جھلسے جانے کے بعد جسموں کی بساند ٹکرائی۔اسے سانس لینے میں دشواری پیش آنے لگی۔منہ پر ہاتھ رکھے ،قے کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ ہجوم کے دھکے کھاتی اپنی جگہ بناتی زیر تعمیر گھروں کے پاس خالی میدان کی طرف بھاگی۔درخت کا سہارا لیتی وہ بجری پر گھٹنوں کے بل گر گئی۔بجری پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں رکھے وہ قے کرنے لگی۔اس کی انتڑیاں ابل کر منہ تک آنے لگی۔جسم کا سارا خون چہرے پر آگیا تھا۔

کانپتے ہاتھ کی پشت کی ہتھیلی سے اس نے منہ پونچھا۔ہوا کے باوجود اسے پسینہ آنے لگا تھا،آنکھوں سے پانی الگ بہنے لگا تھا۔لمبے لمبے سانس لیتی وہ خود کو نارمل کر رہی تھی۔

"سر ڈیڑھ گھنٹے سے اوپر ہوگیا ہے کوئی شک ہی نہیں ہے کہ کوئی بچا ہو گا۔"

منتہا کی سماعتیں چوکنا ہوگئی۔اس کی سانسیں تک تھم گئی تھی۔درخت کی اوٹ سے جھانکتے ہوئے اس نے اندھیرے میں زیر تعمیر گھر کے پیچھے کھڑے ہیولے کو دیکھا۔اس کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"فائلز خاکی لے گیا تھا۔جب تک آگ کو بجھایا جائے گا اگر کوئی اندر آگ میں جھلس کر بچ بھی گیا ہو گا تو وہ زندہ رہ نہیں پائے گا۔وہ اسپتال میں ہی دم توڑ دے گا۔پورا گھر آگ کی لپیٹ میں ہے۔"

منتہا منہ پر ہاتھ رکھے پسینہ سے شرابور اس ہیولے کی باتیں سن رہی تھی۔خوف سے اس کے ہاتھوں کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے۔اس درخت اور زیر تعمیر گھر کے پچھواڑے میں زرا سا ہی فاصلہ تھا۔فائر بریگیڈ کی گاڑی آنے پر ہارن بجنا شروع ہوا۔یک دم فضا میں شور سا اٹھ گیا۔وہ کیا کہہ رہا تھا منتہا سن نہیں پائی تھی۔

چھلے گھٹنوں کی پرواہ کیے بغیر وہ درخت کا سہارا لیتی اٹھی تھی۔وہ ہیولہ اندھیرے سے نکل کر آس پاس نظر دوڑاتا ہجوم کی طرف بڑھ رہا تھا۔منتہا نے اس کی مونچھ کے اوپر مسہ دیکھ لیا تھا۔تھوک نگل کر وہ اس کے پیچھے جانا چاہ رہی تھی کہ اسے اپنے کندھے پر مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔منتہا کرنٹ کھا کر پلٹی اور ضرار کو کھڑے دیکھ کر ،گہرا سانس بھرا۔جیسے خوف سے بچاؤ کا راستہ دیکھ کر بھرا جاتا ہے۔

ضرار کے بائیں رخ پر آگ کے شعلوں سے نکلتی روشنی پڑ رہی تھی۔

"سر۔۔۔سر وہ شخص۔"منتہا لڑکھڑاتے لہجے میں انگلی سے ہجوم کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

ضرار نے ناسمجھی سے ہجوم کی طرف دیکھا۔

"وہ آدمی یقیناً قاتل کا آلہ کار ہے۔میں نے اس کی شکل دیکھی ،میں نے ایک شخص کا نام۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کر پاتی ضرار نے فوراً سے اس کے لبوں پر سختی سے اپنا دایاں ہاتھ رکھا۔"شش۔"ضرار نے بائیں ہاتھ کی پہلی انگلی اپنے ہونٹوں پر رکھی"شش۔۔۔شش۔"

منتہا کی گہری سانسیں ضرار اپنی ہتھیلی پر محسوس کر رہا تھا۔

"تم نے کچھ نہیں سنا۔"ضرار دو قدم اس کے قریب آیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیمی مگر وارننگ دیتی آواز میں کہا۔"کچھ نہیں دیکھا۔تم نے کچھ نہیں سنا۔"

منتہا آس پاس کا شور بھلائے،ضرار کی آنکھوں میں تنبیہہ پڑھ رہی تھی۔اس کے پاؤں شل ہو رہے تھے۔وہ خود کو مضبوط اعصاب کی سمجھتی تھی مگر وہ مضبوط نہیں تھی۔زندہ انسانوں کو اپنی آنکھوں سے جلتے دیکھنا،محسوس کرنا آسان نہیں تھا۔ٹی وی پر لوگوں کی بے حسی دیکھنا اور حقیقت میں بے حس لوگوں کو دیکھنے میں فرق تھا۔انسانیت تھی یا مر گئی تھی ،اسے شک ہونے لگا تھا۔مدد کا جذبہ تو اسے اب کہانیاں لگ رہی تھی۔وہ شکستہ دل کے ساتھ ضرار کو دیکھ رہی تھی۔

ضرار کے کندھے کو کسی نے جھٹکے سے اپنی جانب موڑا اور زور سے اس کی ناک پر مکا رسید کیا تھا۔ناک پرہاتھ رکھے،ضرار درد سے دوھرا ہو تا پیچھے ہٹا تھا۔چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔

"منتہا تم ٹھیک ہو؟اتنے کونے میں اندھیرے میں کیوں کھڑی ہو؟سر کیا کر رہے تھے تمہارے ساتھ؟"فارض لہجے میں تشویس لیے ایک ساتھ کئی سوال کر گیا تھا۔اس کی رگوں میں شرارے دوڑنے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

منتہا کی زبان شل ہو رہی تھی۔اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔

"سر ہراس کر رہے تھے گھبراؤ نہیں،بتاؤ۔"فارض نے نرمی سے اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھا۔اسے لگا کہ ہجوم اور خوف وہراس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ضرار اسے کونے میں لایا ہے۔

"یو ایڈیٹ۔"ناک دبائے،سر پیچھے کیے،آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تمہیں لگا میں اندھیرے میں کھڑا منتہا کے ساتھ۔۔۔"وہ آگے جملہ نہ ادا کر سکا تھا اور غصہ سے سر کو جھٹکا۔،"استغفر اللہ۔"

"سر مجھے ہراس نہیں کر رہے تھے۔"منتہا نے آہستہ سے کہتے ہوئے ضرار کو دیکھا جس نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آئی ایم سوری۔مجھے غلط فہمی ہوئی۔"فارض نے پشیمانی سے کہتے ہوئے ضرار کو دیکھا۔

کچھ دیر پہلے کا ابلتا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔

خون سے تر ہتھیلی کو رومال سے صاف کرتے ہوئے ضرار نے فارض کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔،"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔اسے لے کر دفع ہوجاؤ۔"

رومال سے ناک کے گرد پھیلا خون صاف کرتے ہوئے ضرار نے چہرے کا رخ موڑ لیا۔

"سوری۔"فارض نے ایک دفع پھر پشیمانی کا اظہار کیا اور ہاتھ کے اشارے سے منتہا کو چلنے کا کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ضرار کی پشت پر ایک نگاہ ڈال کر منتہا شل وجود اور سن ہوتے دماغ کے ساتھ فارض کے پیچھے چلنے لگی۔اسے احساس ہو رہا تھا کہ کاش وہ نہ آتی۔وہ ان بے حس لوگوں کو نہ دیکھتی۔وہ اس احساس میں نہ گھری ہوتی کہ جلتے ہوئے گھر کی آگ بجھانے کے لیے وہ قطرہ پانی بھی نہ لا سکی۔

پانی کی تیز دھار کھڑکیوں کے ذریعے گھر کے اندر پھینکی جا رہی تھی شاید یہ بھڑکتی آگ اپنا غصہ کم کر لے۔شاید اندر کوئی زندہ بھی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مارگلہ کی پہاڑیوں پر دھند نے بسیرا کر رکھا تھا۔شاہ تاج کی آفس کے قد آدم کھڑکیوں سے مارگلہ کی حسین پہاڑیاں نظر آرہی تھی۔

آسمانی رنگ کا کوٹ ،پینٹس پہنے،گلے میں سرخ یاقوت کا ہار پہنے،ڈائی شدہ بالوں کو اسٹریٹ کیے پشت پر ڈالے،شاہ تاج سربراہی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ناک پر عینک جمائے شاہ تاج فائل میں رکھے کاغذات پر اپنے سائن کر رہی تھی۔ان کے عین سامنے،میز کے دوسری طرف جنید بیٹھے ہوئے انہیں دیکھ رہے تھے،شاہ تاج اب سر اٹھا کر فائل جینند کے ساتھ بیٹھے کنسٹرکشن کمپنی کے ڈایئرکٹر کی طرف بڑھا رہی تھی۔

شاہ تاج عینک اتار کر میز پر رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تو انہیں دیکھ کر جنید اور وہ شخص بھی مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا۔اس شخص نے فائل تھام کر جنید سے ہاتھ ملایا اور پھر مسکرا کر شاہ تاج کا ہاتھ تھاما۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ نئی مل یقیناً نہ صرف ہمارے لیے بلکہ آپ کے لیے بھی مفید ثابت ہو گی۔"شاہ تاج نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔

"بالکل۔میں چلتا ہوں۔سر مغیث تک بھی مجھے یہ خوشخبری پہنچانی ہے۔اللہ حافظ۔"ماتھے تک ہاتھ لے جا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔

شاہ تاج گہرا سانس لیتی پاور سیٹ پر بیٹھی تو جنید پینٹ اوپر کی طرف کھینچتے کرسی پر بیٹھ گئے۔

"مجھے یقین ہے اس نئی مل کی صورت ہمارا چینی کا کاروبار مزید پھیلے گا۔چینی کی پیداوار مزید بڑھے گی۔"

"ایسا ہی ہو گا۔"شاہ تاج نے مسکرا کر انکی تائید کی۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔آزان کو کال کر لوں۔حال پوچھ لوں پہلی دفعہ گیا ہے وہاں نجانے کام کی کچھ سمجھ آ بھی رہی ہو گی کہ نہیں۔"

شاہ تاج نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی۔کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ مسکراتے ہوئے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔جیسے ہی وہ کمرے سے نکلے شاہ تاج کی مسکراہٹ یک دم ختم ہو گئی۔

یاقوت کے ہار کو دو انگلیوں سے مسلتے ہوئے وہ ان فون کالز کے بارے سوچنے لگی جو کئی دنوں سے ان کے لیے وبال جان بن گئی تھی۔

میز پر پڑا موبائل اٹھاتے ہوئے وہ مائی کو کال ملانے لگی تاکہ وانیہ کی پراگریس معلوم کر سکے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وانیہ کے بارے میں بتاؤ۔"

مارگلہ کی پہاڑیوں پر چھائی دھند کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے،فون کان سے لگائے وہ دوسری طرف کی بات سن رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

دھند نے قد آدم شیشوں کو بھی دھندلا اور گیلا کر دیا تھا۔اسلام آباد میں دسمبر کے آخری ایام چل رہے تھے اور موسم کئی دنوں سے حد سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

اس ہال نما کمرے میں قریباً دس کے قریب لڑکیاں وانیہ کے گرد منہ حیرت سے کھولے اس کی چمکتی سبز آنکھیں دیکھ رہی تھی جس کی پتلیاں اس وقت ساکت تھی۔ایسا لگتا تھا جیسے کوئی مجسمہ ان کے سامنے کھڑا ہو۔وانیہ ساکت کھڑی برابر میں کھڑی لڑکی کی کلائی دبوچے کب سے خاموش کھڑی تھی۔گندمی رنگت والی کمزور سی لڑکی سوائے دماغ پر زور کے اور کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے دماغ پر بہت بوجھ ہو اوروہ تھکاوٹ سے نیند کی وادیوں میں گم ہو جانا چاہتی ہے۔

مائی داویکا گھٹنوں پر ہاتھ کا دباؤ ڈالتی آخری سیڑھی عبور کر کے کشادہ کمرے میں داخل ہوئی اور سی گرین کپڑوں میں ملبوس شہزادی کو ساکت کھڑے دیکھا۔لڑکیوں کو پرے ہٹاتی وہ وانیہ کے قریب پہنچی اور جھٹکے سے وانیہ کے ہاتھ سے اس لڑکی کی کلائی نکالی۔وانیہ نے گہرا سانس لے کر آنکھیں جھپکی۔سانس ایسے آیا تھا جیسے کوئی بہت دیر پانی میں رہنے کے بعد آکسیجن ملنے پر لیتا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بس کر دو۔یہ عمل سیکھنا تھا خود کو پاگل نہیں کرنا تھا۔"مائی نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے وانیہ کی پشت دیکھی جو میز کی سطح پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں جمائے سانس بحال کر رہی تھی۔

گندمی رنگت کی لڑکی سر تھامے زمین پر بیٹھ رہی تھی۔

"تمہیں کچھ محسوس ہوا جب یہ تمہارا ماضی کنگھال رہی تھی؟"مائی نے کمر پر ہاتھ رکھے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے سر پر بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔یعنی کے دماغ بوجھل ہو رہا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔"

وانیہ نے چہرہ موڑ کر زمین پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ اب سب۔شاباس۔"

لڑکیاں مائی کا آرڈر سنتے ہی اس لڑکی کو سہارا دیتی کمرے سے باہر نکلنے لگی۔آخری لڑکی کے نکلتے ہی مائی وانیہ کے برابر میں کھڑی ہو گئی۔

"تم نے نہ خود کو تھکانا ہے نہ دوسرے انسان کو۔تم تو کسی کا ماضی جاننے کی کوشش میں اسے ہلکان کر دو گی۔"

"میں خود کو روک نہیں پاتی۔"گال پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے وانیہ نے بیچارگی سے کہا۔

سفید کوے آج تین ہو چکے تھے جو پنجرے میں قید وانیہ کو گھور رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہر چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے۔اپنے آپ کو ایک کام پر فوکسڈ رکھو گی تو کبھی بھی خود کو روکنا مشکل نہیں ہو گا۔"

سفید گھنے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی مائی پنجرے کے پاس گئی اور پنجرے کا لاک کھول دیا۔

"مجھے اور کتنا وقت لگے گا یہاں؟"وانیہ جیسے اگلے اسٹیپ کے لیے بیتاب نظر آتی تھی۔

"صبر۔"

مائی نے کوؤں کو پنجرے سے نکلنے کی راہ دی اور مسکراتے ہوئے انہیں ہال نما کمرے میں پر پھیلائے پرواز کرتا دیکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

منتہا خالی نظروں سے بیڈ پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔دل اس قدر بوجھل تھا کہ وہ دو دن سے کام پر نہیں گئی تھی۔کمرے کی کھڑکیوں پر بھاری پردے گرے ہوئے تھے جس کی وجہ سے دن کا اجالا اندر آنے سے قاصر تھا۔گہرا سانس بھرتی منتہا سست سے انداز میں کمبل ہٹاتی بیڈ سے اٹھی تھی۔

چائے کی ٹرے اٹھائے اوپن کچن سے منسلک لاؤنج کی طرف بڑھی اور ٹی وی اون کر کے وہی صوفے پر بیٹھ گئی۔گردن تک آتے بال پونی میں باندھ رکھے تھے۔چائے کا کپ تھامے وہ چینل بدل رہی تھی جب ایک نیوز چینل پر اس کی انگلیاں تھمی۔اس نے آہستہ سے ریموٹ گود میں رکھ لیا۔بہت سارے مائیکس ایک خاتون کے آگے پکڑے رپورٹرز کھڑے تھے۔کیمرے کی فلیش تیز دھوپ کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔ویران آنکھوں اور پژمردہ صورت لیے،چہرے کے گرد شکن آلود ڈوپٹہ اوڑھے مضبوط لہجے میں کچھ کہہ رہی تھی۔منتہا نے ٹی وی کا والیوم تیز کیا۔

"میرے بابا پولیس کے پاس گئے پروٹیکشن کے لیے مگر پولیس نے کوئی مدد نہیں کی۔انہی کی وجہ سے میری ماں،باپ،جوان بہن اور میرا دس سال کا بچہ آگ میں زندہ جل گئے۔"انہوں نے ضبط سے ہونٹ بھینچے اور چند لمحے کا وقفہ لیا۔

"کوئی ایف آئی آر کی کاپی ہے آپ کے پاس؟"ایک رپورٹر کی طرف سے سوال آیا۔

"ایف آئی آر تو تب کاٹتے جب حادثہ ہو جاتا،یہی الفاظ تھے اے ایس آئی مجاہد کے۔اب تو ہو گیا ہے حادثہ اب کیوں نہیں کاٹی جا رہی ایف آئی آر مغیث بلوچ کے خلاف کیونکہ وہ ایک بارسوخ شخص ہے۔وہ ایک بڑا بزنس مین ہے،وہ سافٹ ڈرنکس کا اونر ہے۔"

(تو خاکی کون ہے؟)منتہا نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے سوچا۔

"میرے بابا پر جھوٹا الزام لگایا گیا کہ وہ توہین رسالت کے مرتکب ہیں اور ہم مسلمان نہیں ہیں۔کیا مسلمان ماتھوں پر سجدوں کے نشان سے مسلمان لگتے ہیں؟"وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتی ہوئی میڈیا سے بات کر رہی تھی۔"مجھے پریس کانفرنس نہیں کرنے دیا گیا اس لیے کہ وہاں بھی مغیث بلوچ کا پیسہ چلتا ہے اسی لیے میں آپ سب کو یہاں تکلیف دے رہی ہو۔میری التجا ہے کہ ایف آئی آر کاٹی جائے۔مغیث بلوچ پر میرے بابا نے جو تحقیقات کی تھی اسے آگے بڑھائے اس کو سزا دی جائے کرپشن،قتل ،جھوٹا الزام اور abuse of power پر۔اس کے سافٹ ڈرنکس کا بائیکاٹ کریں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تاکہ اسے کاروبار میں نقصان ہو۔مجھے گلہ ہے لوگوں سے اور پولیس سے۔میرے بابا کے گھر آگ لگی رہی اور محلے والے تماشائی بنے رہے۔آپ سب سے اللہ حساب لے گا۔وہاں ظلم ہوتا رہا اور کوئی آگ بجھانے آگے نہیں بڑھا۔آپ سب مجھے اس چھپکلی کی مانند لگے جو حضرت ابراہیمؑ کی آگ کو بڑھاوا دے رہی تھی۔آپ نے بھی اس آگ کو بڑھنے دیا۔میری عوام سے اپیل ہے میری آواز بنے۔میری معزز عدالت سے اپیل ہے اس کیس کو سنا جائے مجھے انصاف دے جس کی گود اجڑ گئی ہے۔"ان کا گلہ رندھ گیا تھا۔آنکھوں میں گلابی پانی تیرنے لگا تھا۔

منتہا عجیب سی کشمکش کا شکار،بوجھل ہوتے دل کے ساتھ اجڑی ہوئی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے انصاف نہ ملا تو میں انتقام کی طرف جاؤں گی۔اگر میری گود اجڑی اور میرا گھر جلا ہے تو سکون سے مغیث بھی نہیں رہے گا۔جس معاشرے میں انصاف اور قانون کی بالادستی نہیں ہوتی وہاں کا رہنے والا پھر خود ہی قاضی بن جاتا ہے۔یاد رکھیے گا حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے صرف چار قاتل تھے مگر عذاب پوری قوم پر پڑا تھا۔"سانس لینے کو وہ چند پل ٹھری پر زخمی گلابی نظریں ایک پل کو کیمرے سے نہ ہٹی تھی۔،"کیونکہ قوم کا جرم چپ رہنا تھا۔سو انصاف کریں۔"

آنکھیں رگڑتی ہوئی وہ صحافیوں کے سوال کا جواب دئے بغیر جانے لگی۔

منتہا یک ٹک سانس روکے بت بن گئی تھی۔چائے کا کپ گود میں رکھا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔اس نے ہمیشہ سوچا تھا کہ اگر وہ کبھی ایسی صورتحال میں پھنس جائے جہاں وہ گواہ بن سکتی ہو تو وہ کیا کریں گی؟چند پل سوچنے کے بعد کسی نقطے پر پہنچتے ہوئے منتہا صوفے سے اٹھی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ضرار کریم کلر کی شرٹ پہنے نک سک تیار اپنے آفس کے کونے میں پڑے کافی میکر کے پاس کھڑا تھا کہ گلاس ڈور پر ناک ہوا۔

ضرار نے مڑ کر گلاس ڈور کی طرف دیکھا تو چند پل کچھ کہہ نہیں سکا تھا۔بہت وقت بعد منتہا اس کے آفس کے دروازے پر کھڑی تھی۔سادہ سی سفید گھٹنوں تک قمیض اور کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر پہنے،پنک شال کندھے کے گرد لپیٹے وہ نہایت سنجیدہ نظر آرہی تھی۔اس کی ناک کی لونگ بھی آج اس کے زرد چہرے کا ساتھ دے رہی تھی۔

سر کو خم دے کر ضرار نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اور کافی میکر کی طرف مڑ گیا۔

منتہا کرسی پر بیٹھتے ہوئے کھڑکیوں سے باہر پرندوں کو غول کی صورت اڑتا ہوا دیکھنے لگی۔کھڑکیوں کے بلائنڈرز فولڈ تھے اسی لیے دھوپ کی راحت بخشتی کرنیں ضرار کے آفس پر پڑ رہی تھی۔

"کافی پیے گی؟"چہرہ اس کی طرف موڑ کر ضرار نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"سہی۔"مگ میں دھار کی صورت کافی گر رہی تھی۔کافی بینز کی مہک سارے آفس میں پھیلنے لگی۔

"مجھے اکیلے پیتے ہوئے برا لگے گا پر چونکہ آپ پی نہیں رہی سو اٹس فائن۔"وہ مگ لے کر مڑا۔"میں اکیلے پی لونگا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مگ میز پر رکھتے ہوئے کرسی میز کے نزدیک کرتے ہوئے وہ بغور منتہا کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے بیٹھا۔شرٹ کے بازو سے کف لنکس اتار کر وہ کف کھولتا بازو کہنیوں تک فولڈ کرنے لگا،"خیریت بہت وقت بعد میرے آفس میں آئی ہیں؟"

منتہا نے چہرہ موڑ کر ضرار کو دیکھا جو نرمی سے اس سے بات کر رہا تھا اور بازو فولڈ کر رہا تھا۔

"آپ نے اس رات کیوں منع کیا مجھے؟"

"کس بات سے؟"ضرار نے ناسمجھی سے کہتے ہوئے کافی کا مگ اٹھایا۔

"آپ جانتے ہیں کہ میں اس شخص اور اس کی باتیں سن چکی تھی۔عبدالعلی صاحب کی بیٹی نورین کی میڈیا ٹاک سنی ہے میں نے ابھی۔کوئی اس کی ایف آئی آر نہیں کاٹ رہا۔ظاہر ہے میں ایک اچھا گواہ بن سکتی ہو ان کے کیس کے لیے۔"

ضرار بے تاثر نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کافی کا گھونٹ بھرنے لگا۔

"اچھی کافی ہے،پی لیتی مجھے اچھا لگتا۔"

"میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں۔"منتہا نے دبا دبا غرا کر کہا۔

"کیوں دوسروں کے معاملوں میں خود کو گھسیٹ رہی ہیں۔"ضرار نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔،"یہ اونچے خاندان اور پھر مڈل کلاس فیملیز کے کئی کیسز میں دیکھ چکا ہوں۔کیس میڈیا پر بہت ڈسکس کیا جاتا ہے یا چلو ایف آئی آر بھی کاٹ دی جاتی ہے پھر پتا ہے کیا ہوتا ہے۔"اپنی کالی آنکھیں منتہا کی نظروں میں گاڑھتے ہوئے ،دونوں کہنیاں میز پر ٹکا کر وہ آگے جھکا۔،"دونو ں میں مک مکا،لین دین

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوجاتا ہے۔بات قصاص سے شروع ہوتی ہے مگر ختم ہمیشہ دیت پر ہو جاتی ہے۔میں دیت لینے کے خلاف نہیں ہوں مگر میں اس عمل کے خلاف ہوں کہ پہلے میڈیا پر واویلا کیا جاتا ہے اور بعد میں وکٹم کی فیملی معاملات درست کر لیتی ہے۔پیچھے سفر گواہان کو کرنا ہوتا۔دنیا کا کوئی بھی قاتل گواہان کو زندہ نہیں چھوڑتا کیونکہ اسکی کوئی دیت نہیں ہوتی۔جب وکٹم اور قاتل میں دیت کا معاملہ طے ہوتا ہے تو وکٹم گواہ کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیتا۔یہ قتل کا سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے۔ایون جن آلہ کار کی تم بات کر رہی ہو انہیں بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔آج اس حادثے کو رونما ہوئے دوسرا دن ہے،شاید وہ آلہ کار اب زندہ بھی نہ ہو۔"

منتہا ناپسندیدہ نظروں سے ضرار کو دیکھ رہی تھی جو تلخ حقیقت اسے بتا رہا تھا۔

"یہ کیس ڈیفرنٹ ہے۔"اس نے کمزور لہجے میں کہا تھا۔

"اچھا۔۔۔کیسے؟"ضرار نے استہزائیہ ہنستے ہوئے کافی کا مگ لبوں سے لگایا۔

"ایک ماں کی گود اجڑی ہے۔"

"وہ پاکستان کی پہلی ماں نہیں ہے۔بہت سے کیسز ہیں جس میں مائیں اپنے بچوں کو گنوا چکی ہے اور بہت ہی کم کیسز ہیں جن میں وکٹمز کو انصاف ملا ہو۔"

"جس کیس کا میڈیا ساتھ دے وہاں انصاف ملتا ہے۔زینب قتل کیس کو ہی دیکھ لیں۔"منتہا ضرار سے ہارنا نہیں چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیونکہ مجرم امریکن شہری نہیں تھا۔وہ کسی پاورفل فیملی سے ہوتا تو میں دیکھتا کہ سزا کا فیصلہ اتنی جلدی ہوتا یا نہیں۔میں نے اس دن بھی آپ سے کہا تھا آج پھر کہونگا خاموش رہے۔ You don't stand a chance against him۔اس لیے خاموش رہے۔انتظار کرے۔دیکھنا دیت کی کوئی راہ نکل آئے گی۔"اسے نرمی سے سمجھاتا ہوا ضرار میز کے سائیڈ پر پڑی ہوئی فائل اٹھانے لگا تھا کہ منتہا کے اگلے الفاظ نے اس کے ہاتھ روکے تھے۔

"مجھے لگا تھا آپ مزاج کے تیز اور اکھڑ ہیں مگر کردار کے اچھے ہونگے۔آپ زبان کے کڑوے ہیں مگر دل صاف ہوتا ہوگا۔کردار صرف ان باتوں سے نہیں ماپا جاتا کہ لڑکا نمازی ،پرہیز گار کتنا ہے۔وہ زندگی کے معاملات میں کیسا ہے یہ بھی کردار کو ڈیفائن کرتا ہے۔"منتہا نے دکھ سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کیوں دوسروں کی لڑائی میں پڑ رہی ہیں؟"ضرار مزید غصہ ضبط نہیں کر پا رہا تھا۔

"میں تو صرف وجہ معلوم کرنے آئی تھی آپ کے پاس کہ مجھے کیوں روکا؟میں اس امید کے ساتھ بھی آئی تھی کہ شاید آپ ان کی مدد کریں۔آپ ایک جانے مانے اینکر ہیں آپ نورین کے ساتھ جائے گے تو ایف آئی آر کٹ جائے گی،اس کی بات میں وزن ہوگا مگر آپ تو مجھے خاموش کرا رہے ہیں۔آپ تو خوف زدہ ہیں۔"منتہا کے لہجے میں تضحیک تھا جو ضرار مزید برداشت نہیں کر پایا تھا۔

"شٹ اپ۔"ضرار نے دانت پر دانت جمائے تھے۔،"میں ایک اینکر ہوں ،معمولی سا۔میں کوئی مافیا نہیں ہوں نا ہی کسی بہت رچ فیملی سے تعلق ہے کہ میری بات مانی جائے۔جیسے ایک عام شہری کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے ایسے ہی اس ملک میں جرنلسٹ کی بھی کوئی ویلیو نہیں ہے۔مجھے اپنی پراو نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہے نہ ضرار موت سے گھبراتا ہے مگر میں آپ کو وارن کر رہاہوں کیونکہ آپ ایک لڑکی ہو۔ابھی ابھی آپ کے ماں باپ نے ایک موت کا غم سہا ہے کیا دوبارہ انہیں دکھ دینا چاہتی ہیں؟"غصے سے چبا چبا کر کہتے ہوئے ضرار نے مٹھیاں زور سے بھینچ رکھی تھی۔اتنی زور سے کہ ہتھیلی کی جلد پھٹنے لگی تھی۔

"مجھے میرے ایک سوال کا جواب مل گیا ہے۔"منتہا نے ضرار کی مٹھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔"خوف کس شے کا نام ہے؟خوف گھبرانے کا نہیں بلکہ کسی غیر متوقع صورتحال کو اکسیپٹ نہ کرنے کا نام ہے ۔"

منتہا کرسی گھسیٹ کر اٹھی تھی۔چہرے پر تاسف تھا۔ضرار کی مٹھیاں خود بخود ڈھیلی ہوئی تھی۔وہ کمزور نہیں تھا پر کمزور سمجھا جانا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

"منتہا عالم کسی سے نہیں ڈرتی سوائے اللہ کے اور جو اللہ کے سامنے جھک جائے وہ پھر کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔"اس نے ٹھر ٹھر کر ضرار کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ضرار ساکت بیٹھا منتہا کو دیکھ رہا تھا جو ایک تاسف بھری نگاہ اس پر ڈال کر دروازے کی طرف بڑھی۔وہ اسے کیسے سمجھاتا کہ وہ کمزور نہیں ہے نہ ہی بے حس ہے۔وہ اسے کیسے بتاتا کہ جھوٹے الزام خاندانوں کو تباہ کردیتے ہیں اور وہ بھی ایک ایسے ہی وکٹم فیملی سے تھا۔شاید غلط منتہا بھی نہیں تھی اور غلط ضرار بھی نہیں تھا۔شاید دونوں کو اپنا اپنا مدعا سمجھانا نہیں آتا تھا۔

کافی بینز کی بھینی خوشبو اس بحث میں کب کی ختم ہو چکی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

☆☆☆☆☆☆

دریا خان کے بازار پنڈی کے صدر بازار جیسے تھے۔ریڑھیوں پر خوبصورت پیتل کی جیولری دل کو بھاتی تھی۔کہیں کہیں بیچ میں کپڑوں کی اور جوتوں کی دکانیں بھی تھی۔دوپہر میں اچھی خاصی دھوپ پڑ رہی تھی۔بازار میں اچھا خاصہ رش تھا۔آزان نے ہلکا سفید سویٹر زیب تن کر رکھا تھا۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ارد گرد دکانوں پر اچٹتی نگاہ ڈال رہا تھا۔حمدان ایک ریڑھی بان کے پاس کھڑا انگوٹھی اٹھائے مسکرا کر اس کا جائزہ لے رہا تھا۔اس نے ہڈ والی بلیو رنگ کا سویٹر زیب تن کر رکھا تھا اور چہرے کو ماسک سے ڈھک رکھا تھا۔

"یہ کیسی ہے؟"

اس نے سبز نگینہ جڑی انگوٹھی آزان کی طرف بڑھائی۔دھوپ براہِ راست حمدان کی سنہری آنکھوں پر پڑتی اسے مزید سنہرا کر دیتی تھی۔

"تائی امی برانڈ کی شوقین ہیں ،وہ کبھی تین سو کی انگوٹھی نہیں پہنے گی۔"

پٹھان ریڑھی بان امید افزا نظروں سے دونوں جوانوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں ان کے لیے لے بھی نہیں رہا۔"حمدان نے برا مناتے ہوئے ہاتھ واپس کھینچا۔

"اوہ۔گرین آئیز۔"آزان نے سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شیور۔یہ تو اس کی آنکھوں کو کامپلیمینٹ کریگا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا زیادہ تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"حمدان نے انگوٹھی پٹھان ریڑھی بان کی طرف بڑھائی اور ناراض لہجے میں کہا۔

"پوزیسیو ہونا اچھی بات نہیں ہے۔تمہیں پتا ہے میں اچھے ارادے سے تعریف کر رہا تھا۔"آزان نے شانے اچکاتے ہوئے صفائی دی۔

حمدان نے والٹ سے پیسے نکال کر ریڑھی بان کی طرف بڑھائے اور خاکی لفافہ اٹھا کر آگے چلنے لگا۔تھوڑی کی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آزان آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چلنے لگا اور دکانوں کا جائزہ لینے لگا۔

"تم بھی کچھ لو۔بھابھی اور چاچی کے لیے۔"حمدان نے اس کی طرف دیکھا۔

"ان کے پاس آل ریڈی بہت کچھ ہے۔میں جانتا ہوں اگر یہاں سے کچھ خرید کر لے کر گیا تو ممی نے وہ ملازموں میں بانٹ دینا ہے۔ملازم پہلے ہی اچھی تنخواہ وصول کرتے ہیں۔کیوں نہ میں اپنے ورکرز کی فیملیز کے لیے کچھ لوں۔ہم اپنی زندگیوں میں اس قدر مگن ہوجاتے ہیں کہ دوسروں کی ضروریات کا ہمیں خیال ہی نہیں رہتا۔"وہ نرمی سے کہتا ایک دکان کے پاس ٹھرا تو حمدان کو بھی اس کے ساتھ ٹھرنا پڑا۔

حمدان قد میں دو انچ آزان سے چھوٹا تھا۔وہ سر اٹھا کر آزان کو دیکھ رہا تھا۔

"حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ وہ مومن نہیں جس کا پیٹ بھر جائے مگر اس کا پڑوسی خالی پیٹ سوجائے۔ٹھیک ہے ہم ایلیٹ ہمسایوں میں رہتے ہیں وہاں سب اچھا کھاتے اور پہنتے ہیں۔"آزان ڈمی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پر لگے ریشمی کپڑے پر انگلیاں پھیرتا حمدان سے مخاطب تھا۔"لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں یہ توجیہہ دوں کہ چونکہ میرے ہمسایے اچھے کھاتے پیتے لوگ ہیں تو مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ٹھیک ہے غریب میرے ہمسایے نہ ہوئے مگر میرے مسلمان بھائی تو ہوئے۔مجھے لگتا ہے جتنا پیسہ ہم برتھ ڈے پارٹیز،نیو ائیر پارٹیز،ہیلو وین پارٹیز اور برائیڈل شاورز پر لگاتے ہیں اگر یہی پیسہ کسی ضرورت مند کی بیٹی کی شادی میں لگ جائے تو؟بُرا سودا نہیں ہے۔"

"دیکھو زار کہہ کون رہا ہے۔"حمدان کا لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا۔"وہ شخص جس کو نہ صرف پارٹیز کا شوق ہے بلکہ خاندان میں کسی نے بھی پارٹی کرانی ہو اس کے ذہن میں پہلا خیال آزان رزاق کا آئے گا۔"

"احساس بہت بڑی نعمت ہے جیسے ہی ملے اسے گنوانا نہیں چاہیے۔تھینکس ٹو تائی امی،وہ پاپا سے بات نہ کرتی تو میں کبھی پُر تعیش زندگی سے نکل کر دریا خان کی ٹوٹی ہوئی سڑکیں اورگند آلود گلیوں میں نہ آتا۔نہ ہی کبھی دیکھ پاتا کہ ایک باپ جہیز نہ بنانے کی وجہ سے بیٹی کی شادی کرنے سے قاصر ہے۔"اس نے چہرہ لڑکے کی طرف موڑا جو دکان سے نکل کر ان کی طرف آیا تھا۔۔"اسے پیک کر دیں۔"

حمدان منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا آگے بڑھ گیا تھا۔

مغرب کے سائے گہرے ہونے لگے تھے جب دونوں سامان سے لدے بھدے لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔شاپرز زمین پر رکھتے ہی حمدان صوفے پر لیٹ گیا جبکہ آزان سنگل سیٹر صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔دونوں آنکھیں موندے ستانے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کافی پیوگے یا چائے؟" آزان کو جیسے کرنٹ کا جھٹکا لگا تھا۔

آنکھیں کھول کر دروازے سے شانہ لگائے،سینے پر ہاتھ باندھے عفان کو حیرانی سے دیکھا تھا۔حیران تو حمدان بھی ہوا تھا۔

"آپ یہاں؟" آزان کے سوال میں اچنبھا تھا۔

"پاپا نے بھیجا ہے تاکہ دیکھ سکوں کچھ کام سمجھ بھی آرہا ہے تم دونوں کو یا یہاں بھی آزان صاحب نے نئے دوست بنا لیے ہیں۔یہاں بھی آوارہ گردی کی ہے اس نے؟"رازدارانہ انداز میں حمدان کی طرف دیکھتے ہوئے عفان کے لہجے میں شرارت تھی۔

اس کا سوال آزان کو اندر تک جلا گیا تھا۔اسے شاہ تاج کے کہے ایک ایک لفظ پر یقین آنے لگا تھا۔عفان کے ہوتے ہوئے وہ کبھی جگہ نہیں بنا سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

عشاء کی اذانیں ہوئے بہت وقت بیت چکا تھا۔ہوا میں خنکی تھی۔ہو ا کے باعث ٹھنڈ میں اضافہ ہو چکا تھا۔اپنے کمرے میں سینے کے بل الٹا لیٹے،پاؤں اوپر اٹھائے پنڈلیاں کرا س کی صورت کر رکھی تھی۔گھنگھریالے بال اونچے بن میں باندھ رکھے تھے۔ہونٹ چباتے ہوئے یشفین کی انگلیاں تیز تیز ٹچ اسکرین پر چل رہی تھی۔پہلے پہل یشفین کا دل بوجھل اور زخمی تھا پر یہ زخم آہستہ آہستہ بھرنے لگے تھے۔چلو یشفین سے نہ ہی منتہا کے نام کے پیچھے چھپی یشفین سے ہی بات کر رہا تھا۔ایک محبت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سے بیمار دل کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ شفا نہ سہی شفا کی امید تو دلائی جا رہی تھی۔وہ اس کی باتوں کا تضاد بخوبی جان گئی تھی۔

اسے کبھی کافی میں فراپو چینو فلیور پسند نہیں تھا وہ ہمیشہ کاپی چینو کو پسند کرتا تھا مگر وہ منتہا سے کہہ رہا تھا کہ اسے کولڈ کافی پسند ہے۔اسے کبھی میکسیکن کھانا پسند نہیں تھا کیونکہ وہ تیز مرچوں سے الرجک تھا مگر وہ منتہا سے کہہ رہا تھا کہ اسے تیز مرچیں پسند ہیں۔

کیا انسان کچھ مہینوں میں اس قدر بدل جاتا ہے؟جیسے اس کا ٹیسٹ بدل گیا تھا کیا ویسے ہی یشفین کے لیے اس کا دل بھی بدل گیا تھا۔

اس نے یشفین کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔یشفین ہونٹ چباتی سوچ میں پڑ گئی تھی کہ کیا کرے۔براؤزر کھول کر اس نے ماہرہ خان کو سرچ کیا مگر پھر خود ہی اپنے خیال کی سرزنش کی۔گیلری کھول کر وہ مختلف تصاویر انگلی سے آگے کرتی رہی۔ہر وہ تصویر جس میں یشفین منتہا کے ساتھ کھڑی تھی ،اسے احساس کمتری کا شکار کرنے لگی ،اپنا آپ مس فٹ لگنے لگا۔وہ فربہہ مائل جبکہ منتہا سلم۔وہ عام سے نقوش کی لڑکی جبکہ منتہا پُر کشش پتلے نقوش کی مالک۔

اپنے ہی خیال کی نفی کرتے فون آف کر کے تکیے پر رکھ دیا اور سر سجدے کے سے انداز میں تکیے پر رکھ دیا۔چند پل یونہی سوچنے میں گزرے۔جب اس نے سر اٹھایا تو اس کے چہرے کے تاثرات مختلف تھے جیسے خود کو بہت سمجھانے کے بعد وہ راضی تھی کہ منتہا کی تصویر کراپ کر کے کمال کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔وہ جلد ہی یہ فیک فیس بک اکاؤنٹ ختم کر دیگی اور پھر کونسا کمال منتہا سے کبھی مل پائے گا۔ہونٹ چباتے ہوئے وہ منتہا کی تصویر کراپ کرنے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چھوٹی سے گلی کے دونوں طرف کھانے کے ڈھابے اور چھوٹے موٹے ہوٹلز تھے۔چائے کی مہک،کوئلے کے دہکنے کا دھواں اور کھانے کو انجوائے کرتے ہجوم کی باتوں کا شور۔ان سب میں منتہا ایک خالی میز کے گرد سنجیدہ سی بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے صبح والے کپڑے اور شال زیب تن کر رکھی تھی۔شال ٹھنڈ کو روکنے کے لیے ناکافی تھی مگر منتہا کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔وہ اب تک کشمکش کا شکار تھی۔

"اسلام علیکم۔"فارض نے میز کے دوسری طرف کرسی کھینچتے ہوئے سلام کرتے ہوئے،اسے چونکا دیا تھا۔

"وعلیکم اسلام۔"منتہا نے فارض پر ایک سر سری نگاہ ڈالی جس نے آنکھوں کے گرد گول نظر کا چشمہ لگا رکھا تھااور پفر جیکٹ پہن رکھی تھی۔

"خیریت ہے نا سب ،تم نے مجھے یہاں بلوایا ہے۔اسٹوڈیو بھی نہیں آرہی۔"فارض نے پہلی دفعہ منتہا کو اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔

"مجھے ایک اچھے دوست کا مشورہ چاہیے۔"

تکوں کی مہک فضا کو مہکا رہی تھی۔

"چلو میں دوستی کے درجے پر تو فائز ہوا۔مشورہ ایک امانت ہے اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میں ایک اچھا مشورہ دوں۔"نرمی سے کہتے ہوئے فارض نے ناک کے گرد عینک درست کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے نورین کی مدد کرنی چاہیئے؟یعنی کہ اگر میں نے ایک شخص کا نام سن رکھا ہو جو یقیناً نورین کو اس کے خاندان کے قاتلوں تک رسائی میں مدد کرسکتا ہے تو کیا مجھے جا کر نورین سے کہنا چاہیے کہ میں گواہ بن سکتی ہوں؟"

فارض غور سے منتہا کا سوال سن رہا تھا۔منتہا الجھن کا شکار تھی فارض بآسانی اس کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتا تھا۔

"یہ تو منحصر ہے کہ کیس کوٹ میں جائے تب گواہان کی ضرورت ہوگی لیکن ابھی تو اللہ اللہ کر کے خالی ایف آئی آر کٹی ہے۔کیا تم نے نیوز دیکھی؟"

منتہا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چونکہ یہ ایک ہائی پروفائل کیس ہے جو کہ حادثہ نہیں قتل ہے سو وزیر اعظم کے از خود نوٹس کی وجہ سے ان کی ایف آئی آر کٹی ہے لیکن یہ دیکھنا ہوگا کہ عدالت تک کیس جاتا ہے تب ہی گواہان کی باری آئے گی۔ابھی کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔"فارض اسے رسان سے سمجھا رہا تھا۔

"کیا تم کچھ جانتی ہو؟"منتہا نے اثبات میں سر ہلایا۔

فارض کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"اگر کیس عدالت تک جائے گا تو میں ضرور گواہ بنوگی ورنہ میرے دل پر بوجھ رہے گا میں کچھ تو جانتی تھی مگر خاموش رہی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

منتہا نے گہرا سانس بھرا تو فارض نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔دونوں کے درمیان چند پل خاموشی رہی۔منتہا گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی جبکہ فارض ہوٹل میں چائے کو دھار کی صورت پیالے میں ڈالتے شیف کو دیکھنے لگا۔

"فارض کیا تم مجھے سپورٹ کروگے؟"

فارض کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔گود میں رکھے ہاتھ ہلکے سے کپکپائے تھے۔وہ منتہا سے نظریں نہیں ملا سکا تھا کہیں وہ سب کچھ پڑھ نہ لے جو اس کے دل میں تھا۔وہ ہمیشہ منتہا کے ساتھ کھڑا رہنا چاہتا ہے،شانہ بشانہ۔اس کی ڈھال بننا چاہتا ہے۔

"ہمیشہ کروگا۔"فارض نے نظر ملائے بغیر مسکرا کر کہا تھا۔

☆☆☆☆☆

بنگلے کی لائیٹس آف تھی۔لان بھی پولز کی بدولت روشن تھا۔بنگلے کا بیرونی دروازہ کھولتے ہی اسے سخت ویرانی کا احساس ہوا۔وہ بوجھل،سست قدم اٹھاتا دروازہ بند کرتا راہداری عبور کرنے لگا۔اس نے لائٹ آن کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔اندازے سے اندھیرے میں سست قدم اٹھاتا وہ کچن کے دائیں طرف بنے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔آج کا سارا دن اس نے کافی پر گزارا تھا،معدہ احتجاج کر کر کے تھک گیا تھا۔وہ ایسا ہی تھا،کام کا بوجھ یا ٹینشن اسے بھوک بھلا دیتی تھی۔کمرے کی لائٹ جلا کر ضرار اسٹینڈ کی طرف آیا،کوٹ لٹکا کر وہ بیڈ کی طرف آیا اور گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔عبد العلی والے واقعے نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔اس کے پرانے زخم پھر سے کھول دیے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔جھوٹا الزام عبدالعلی پر بھی لگا تھا اور ضرار کے والد پر بھی مگر فرق صرف اتنا تھا کہ ذوالفقار خان کا خاندان سر وائیو کر گیا تھا۔وہ زندہ ہوتے ہوئے روز آگ کی جلن محسوس کرتے تھے۔

ضرار نے بیڈ سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور سامنے رکھی پرانی سی ڈائری نکالی۔وہ بوسیدہ ڈائری کے ورق پر انگلیاں پھیرنے لگا۔اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ اس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ ڈائری کے ورق پر گرا ہے۔اس نے آہستہ سے ڈائری کھولی اور مطلوبہ صفحے پر پہنچ کر چار تحوں میں تہہ شدہ کاغذ نکالا۔ناک سے سانس اندر کھینچتے ہوئے اس نے خط کھولا۔خط کے کونے پر خون کی ایک سوکھی بوند تھی۔یہ خط اسے اس کے بابا کے دوست نے رازداری سے دیا تھا۔ضرار نے مسکراتے ہوئے لکھائی پر انگلیاں پھیری۔اس کے بابا کی لکھائی بہت عمدہ تھی۔

"اسلام علیکم!

امید ہے آپ اورآپ کی والدہ بفضل الہیٰ خیریت سے ہونگے۔

جیل میں کچھ کرنے کو ہوتا ہی نہیں ہے تو خطوط لکھتا ہوں نجانے آپ کو ملتے ہو کہ نہیں لیکن پھر بھی میں اس امید کے ساتھ لکھتا ہوں کہ شاید اس خط کا جواب مل جائے۔لیکن اب مجھے کوئی گلہ نہیں اگر آپ جواب نہ دے۔

میں آپ کی والدہ کے ہاتھ کے کھانے بہت مس کرتا ہوں۔میں آپ کی شرارتوں کو بھی مس کرتا ہوں؟تین مہینوں پہلے جو ملاقات ہوئی تھی تو دیکھا تھا آپ کے سامنے کے دود انت ٹوٹ گئے تھے کیا اب نکل آئے ہیں؟بارش کے موسم میں بینگن کے پکوڑے بناتے ہو؟کیا بارش میں بھیگ کر خود کو بیمار

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کرتے ہو؟کیا میری نظر کی عینک جس کا ایک شیشہ آپ نے توڑ دیا تھا وہ کہیں گرا تو نہیں دیا؟میرے نانا کے زمانے کا ریڈیو وہ بھی سنبھال کر رکھا ہے نا؟اور میرے دادا کی گھڑی جس کی سوئیاں ایک ہی جگہ پر ٹک گئی ہیں وہ بھی سنبھال کر رکھی ہے؟پُرانی چیزیں سنبھال کر رکھنی چاہیے،استعمال کرنے والا چلا جائے تو یہیں چیزیں اس شخص کا لمس بن جاتی ہیں۔

آپ بھی کہتے ہونگے کہ بابا خط میں کیسی باتیں کر رہے ہیں،بس مختصر سا خط لکھے اور حال احوال بتا کر خط ختم کردیں۔جیسے کہ میں نے کہا جیل کی زندگی بہت کٹھن ہوتی ہے۔ہر پل دل چاہتا ہے کہ کوئی صورت نکلے اور میں بھاگ جاؤں۔جیل امیدوں کو توڑ کر مردہ بنا دیتی ہے۔جیل انسان کو خشک مزاج بنا دیتی ہے۔

میں بتاتا چلوں کہ مجھے میرے ناکردہ جرم کی سزا پھانسی ملی ہے۔کل فجر سے پہلے مجھے پھانسی دی جائے گی۔مجھے اکیلے رکھا گیا ہے۔پہلے ساتھ ایک دو لوگ تھے اب بالکل اکیلا ہوں اور مجھے دادی کی تمام بھوت پریت کی کہانیاں یاد آرہی ہیں اور مزے کی بات بتاتا چلوں کہ مجھے اب واقعی ان کہانیوں کو سوچ کر ڈر لگ رہا ہے۔میں بہادر تھا پر اب احساس ہوا کہ میں بہادر نہیں ہوں۔انسان کو زندگی میں ایک بار خود سے ملاقات کا وقت نکالنا چاہیئے اور میں ان تین چار دنوں میں خود کو سہی معنوں میں جان پایا ہوں۔انسان کچھ بھی نہیں ہے،کچھ بھی نہیں۔جیسے کہ قرآن میں انسان کے بنائے جانے سے پیدائش کے عمل کو بتایا گیا ہے اگر اس پر غور کیا جائے تو ہم محتاج پیدا ہوئے تھے۔ماں باپ کے محتاج اور جب جائے گے تب بھی محتاج جائے گے،انسانوں کے کندھے کے محتاج۔نجانے ہم ساری زندگی غفلت میں کیوں گزارتے ہیں۔مجھے دکھ ہے کہ میں نے اپنی زندگی ضائع کی۔میں ہمیشہ زندگی کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقصد ڈھونڈتا رہا حالانکہ ہم سب ایک مقصد پر پیدا کیے گئے ہیں کوئی بھی شے اس دنیا میں بے مقصد نہیں ہے۔مجھے اب احساس ہوا کہ میری زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا تھا۔لیکن ہمیں لگتا ہے مسلمان گھرانے میں پیدا ہو کر بڑا احسان کر لیا ہے ہم نے۔میں نے ہمیشہ آپ کی دادی کو رلایا ہے۔وہ روتی تھی کہ ذولفی نماز نہیں پڑھتا۔میں عبادت سے بھاگتا تھا،سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو سے گھبراتا تھا اور گرمیوں میں سستی سے اٹھ نہیں پاتا تھا مگر یقین جانو کہ سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو اور گرمیوں میں شیطان پر لعنت بھیج کر نماز ادا کرنے جو مزہ میں نے یہاں حاصل کیا ہے وہ ساری زندگی کبھی حاصل نہیں کیا۔

جیل کی سلاخوں میں پڑے پڑے خود احتسابی کے عمل نے مجھے خود سے ملا دیا۔خود احتسابی بہت ضروری ہوتا ہے،کم از کم انسان خود سے کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور اگر وہ خود کو سدھار لیں تو نہ صرف اپنے سامنے بلکہ دوسروں کے سامنے بھی فخر سے سر اٹھانے کے قابل ہوتا ہے۔غلطیوں کو تسلیم کرنا چاہیئے،نظر نہیں چرانی چاہیے یہ الگ بات ہے کہ لوگ آپ کو غلطی سدھارتے ہوئے نہیں دیکھتے انہیں صرف آپ کی غلطی یاد ہوتی ہے اور اسی ایک غلطی کے کچوکے لگا لگا کر وہ اس شخص کو سیدھے راستے سے متنفر کر دیتا ہے۔مگر بیٹے یاد رکھنا غلطی سدھارنا اور لوگوں کی باتوں میں آکر پیچھے مت ہٹ جانا،لوگوں کی باتیں در اصل شیطان کا وسوسہ ہوتی ہیں اور شیطان مختلف حالتوں میں آکر انسان پر حملہ کرتا ہے۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں پندرہ سولہ سال کا تھا جب میرے بابا نے جائیداد کا بٹوارہ کرنے کے بجائے میری پھوپھیوں کو بے دخل کر دیا۔میں بالغ تھا اور جانتا تھا کہ اسلام میں وراثت میں عورت کا کتنا حصہ ہے۔میں جانتا تھا بابا غلط کر رہے ہیں پر میں خاموش رہا۔شاید میرا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خاموش رہنا ہی میری سزا بنی ہے۔ہوسکے تو تمہارے حصے میں جو جائیداد منتقل ہو گی اس میں میری پھو پھیوں کے بچوں کو ان کا حق دے دینا۔ہو سکتا ہے میرے اور ابا کے قبر کی تنگی آسان ہو جائے۔

ایک دفعہ پھر معذرت ،خط طویل ہو چکا ہے۔میری خواہش ہے کہ آپ یہ خط پڑھے اور اپنے بابا کو کبھی جج مت کیجیے گا۔مجھے احساس ہوا کہ غلط سمجھا جانا دنیا کا سب سے بڑا دکھ ہے۔جس سے انسان پیار کرتا ہو اس کی ناراضی وہ کبھی نہیں سہہ سکتا۔یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ میں کبھی غدار نہیں تھا۔ کبھی بدلہ لینے کی آگ میں مت جھلسنا،اپنی زندگی اچھی اور پر سکون بنانے کی کوشش کرنا۔فخر سے سر اٹھا کر جینا کہ آپ کے بابا ملک کے وفادار تھے۔خط طویل ہو رہا ہے۔اللہ کی امان میں دیا۔

ذوالفقار خان۔۔"

ضرار نے خط لبوں سے لگا کر آنکھیں میچ لی۔اسے آج بھی اس خط سے بابا کے لمس کی خوشبو آتی تھی۔آنسو قطرہ قطرہ اس کے گال پر پھسل کر داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔دوٹوک بات کرنے والا اور ٹھنڈے تاثرات رکھنے والا شخص اپنے کمرے کی تنہائی میں بکھری ہوئی کانچ کی کرچیوں کی مانند لگ رہا تھا۔انسان کا باطن اور ظاہر خواہ یکساں ہو مگر پھر بھی اس کے ہزار روپ ہوتے ہیں۔کوئی بھی مکمل سیاہ یا مکمل سفید نہیں ہوتا۔کسی کے سامنے وہ دنیا کا ذہین شخص ہو گا تو کہیں بگڑا ہو ااکھڑ شخص'کسی کے سامنےوہ پتھر ہو گا تو کسی کے سامنے پگھل جاتا ہو گا۔انسان کا ہر روپ ہر ایک کے لیے نہیں ہوتا نہ ہی اس کا ایک روپ اسکی شخصیت کو دیفائن کرتا ہے۔

وہ بھی موم کی طرح قطرہ قطرہ پگھل رہا تھا۔۔۔اکیلے میں۔سیاہ اور ٹھنڈی رات میں۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

☆☆☆☆☆☆☆☆

مائی داویکا کے گھر میں عجیب سی وحشت تھی۔جہاں جادو جیسا مکروہ عمل سکھایا جاتا ہوں وہاں سکون کیسے آسکتا ہے۔نیم کے درخت،پیپل کے درخت جیسے اس منحوس گھر سے منہ موڑے کھڑے تھے۔اس گھر کے قریب لگے درختوں پر کبھی کسی پرندے نے گھونسلہ بنانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

مائی داویکاکو دو دن سے بخار تھا۔چونکہ وہ اس گھر میں اکیلی رہتی تھی اسی لیے ان کی خدمت کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا۔گھڑی کی سوئیاں تین کے ہندسے پر ٹکی ہوئی تھی۔وانیہ نے کئی بار اس بابت استفسار کیا تھا مگر مائی مناسب وقت کے تلاش میں خاموش رہتی۔نقاہت سے ان سے بیڈ سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔بمشکل بیڈ کراؤن کا سہارا لیتی،گھنے سفید جھاڑو جیسے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔آہستہ آہستہ فرش پر قدم رکھتی وہ بیڈ کے قریب بنی الماری تک آئی اور آہستہ سے پٹ وا کیا۔گلے میں پہنی چابیوں کے گچھے کا ہار قمیض کے گلے سے نکال کر انہوں نے دراز کے کی ہول میں ڈالی۔

دراز کھولنے پر انہیں سرخ مخملی ڈبہ نظر آیا۔کمرے کی زرد روشنی میں ان کا کملایا،جھریوں زدہ چہرہ عجیب مسرور سی خوشی میں دمکنے لگا تھا۔ہاتھ بڑھا کر انہوں نے سرخ مخملی ڈبہ اٹھایا اور آہستہ سے کھولا۔سرخ یاقوت والا گول ہار جس کی چین پتلی سی تھی انہوں نے انگلیوں سے پکڑ کر باہر نکالا۔ڈبہ واپس دراز میں رکھ کر انہوں نے ہار کو مسکرا کر دیکھا۔سرخ یاقوت کو دو انگلیوں سے پکڑ کر انہوں نے چین کھینچنے کی کوشش کی مگر چین علیحدہ نہ ہوئی۔مائی کی مسکراہٹ جھٹکے سے معدوم ہوئی۔انہوں نے گھبرا کر دو چار بار چین کو یاقوت سے الگ کرنے کی کوشش مگر وہ ہر بار ناکام ہوئی۔بخار کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھلائے وہ ہار پکڑے،بوڑھی ہڈیوں پر زور ڈالتی تیز تیز چلتی بیسمنٹ کی طرف آئی۔دروازے کا لاک کھول کر انہوں نے بیسمنٹ کی بتیاں جلائی اور پھولے تنفس کے ساتھ دیوار کی طرف آئی جہاں لیبز کی طرز پر الماریاں تھی۔شیشے کے پٹ وا کر کے دیوار گیر الماری میں سے ایک بوتل اٹھائی جس میں سفید مائع اٹھائے جانے کی وجہ سے ہلنے لگا۔

دھڑکتے دل اور پھولے سانس کے بیچ میں انہوں نے ایک شیشے کے گلاس میں وہ سفید مائع انڈیلا اور جھٹ سے یاقوت اس میں ڈال دیا۔یاقوت میں کوئی چمک نہیں ابھری۔مائی یک ٹک آنکھیں پھاڑے،برف کا مجسمہ بنے شیشے کے گلاس میں پڑے یاقوت کو دیکھ رہی تھی جو شاید یاقوت نہیں تھا کوئی عام جیولری تھی۔

("وہی ہار ہے نا یاقوت کا جو میں نے لانے کو کہا تھا؟"

مائی پُر اسرا مسکراہٹ لبوں پر سجائے ڈبے میں رکھے ہار کو دیکھ رہی تھی۔

"وہی ہے۔"وانیہ نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔)

ہال نما کمروں کے درو دیوار سے مائی اور وانیہ کے گفتگو سرگوشی کی صورت ابھری۔برف کا مجسمہ آہستہ آہستہ پگھلنا شروع ہوا تھا۔ان کے ساتھ دھوکا ہوا تھا۔یہ اصلی یاقوت کا ہار نہیں تھا یہ اس کی کاپی تھی۔

"شاہ تاج۔"مائی ٹھنڈے سلیب کی سطح پر اپنی بخار سے تپتی ہتھیلیاں جمائے سرگوشی میں غرائی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم دیکھنا تمہارا ہی ہتھیار تمہارے خلاف استعمال کروگی میں۔لومڑی۔قاتلہ۔"انہوں نے گلاس اٹھا کر دیوار پر دے مارا تھا۔

سفید مائع دیوار کو گیلا کرتا پھسلتا ہوا فرش کی طرف آنے لگا۔دیوار پر انکا بنتا سایہ نہایت خوفناک تھا۔

✂✂✂✂

جاری ہے

(اگلی قسط پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔۔جس کا لنک ہر پیج کے آخر میں دے دیا گیا ہے)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2